

# فہرست مضامین

- (۱) قادیان میں سکھ شاہی (۱) حیات صانی
- (۲) مسلمانوں کا ذخیرہ علوم و فنون
- (۳) دارالامان کا ہفتہ تازہ اہبات
- (۴) روزانہ الحکم کے تعلق فیصلہ
- (۵) شاہی سیاحت
- (۶) موت العالم موت العالم
- (۷) بودھ مذہب
- (۸) مراسلت
- (۹) سفرنامہ دہلی
- (۱۰) رسیدات آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام
- (۱۱) اشتہارات



چہ گویم با تو گرائی چہاد قادیان بی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت

(۱) خواص و معاونین سے غلہ (۲) ہندوستان سے باہر سے (۳) غلہ دالوں سے (۴) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس حیدر سے کم آمدنی دالوں سے

## نمبر ۴ قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۳۵۰ء مطابق ۹ اکتوبر ۱۳۴۹ء جلد ۹

### قادیان میں سکھ شاہی

ہم نے اپنا تداخل کر دیا لیکن خاک پر جانیے ہم تم کو خبر نہ ہوگا

چونکہ اسے حضرت حجۃ الشریعہ مولانا عبد القادر صاحب اپنی جماعت کو نرمی درگزر اور شرف کا مقابلہ کرنے کی تعلیم دیتے ہیں اسلئے اکثر جماعتیں اندیش اس بات سے فائدہ اٹھا کر اس غریب جماعت کو غم و غم و غم دیتے ہیں میں آگے ان کے ذریعہ کی کمی نہ ہو مقام کی جماعت یا احمدیوں پر مظالم کے حالات لکھتا رہتا ہوں لیکن آج مجھ کے بعد آپ بیتی یعنی خاص قادیان کے حالات لکھتا ہوں اور یہ حالات اب نہایت خطرناک حالت اختیار کرتے جاتے ہیں۔ قادیان کے سکھوں کی جماعتیں بار بار ہماری جماعت پر حملہ کیا ہے اور یہ تو ایک معمولی بات ہوئی ہے کہ وہ ہمارے مزدوروں سے کسیان اور لوگوں کو ہانچتے ہوئے گئے ہیں جبکہ وہ ہمارے کام پر لگے ہوئے تھے بلکہ یہ کہنے میں مبالغہ نہیں کہ یہاں کے سکھ نہایت اراک عرصہ سے لوگوں اور کشتیوں کی خرید سے بے فکر ہو چکے

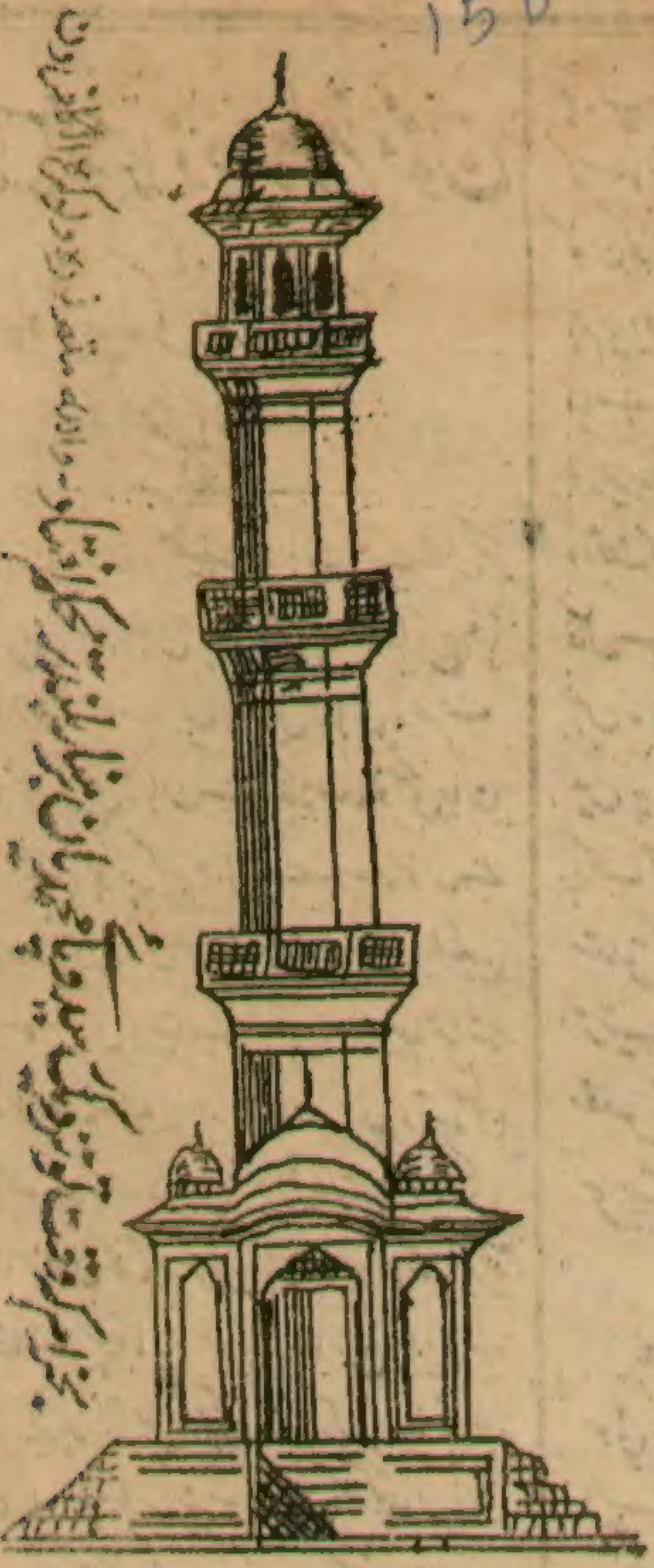
میں انہیں جب ضرورت ہوتی ہے وہ نہ کر کے چھین لے جاتے ہیں اور ہم خاموشی کے ساتھ ان کی ان حرکات کو دیکھ کر کہتے ہیں لیکن اب صبر کی حد ہو چکی زیادہ انتظار کرنے کی طاقت ہم میں نہیں رہی اسلئے ہم متواتر ان کے مظالم مقامی اور مذہبی حکام کو سناتے ہیں اور اپنے درد کی دوا انہیں سے چاہتے ہیں۔ تازہ واقعہ ۴ اکتوبر کی صبح کا ہے کہ بہت سے سکھوں کا ایک گروہ میان احمد نور پر پلو کر کے آڑا اور اس غریب کو سخت مار مار کر کسی طرح ان کے قبضہ سے نکل کر بھاگا اور پہاگ کر کسی مکان میں گھس کر پناہ لی۔ تو یہ سکھ شاہی کرنے والے دلیر اور بہادر اسکے گھر کے دروازے پر پہنچے۔ دروازے کو توڑنے کی کوشش کی۔ اور سخت گالیوں دے رہے تھے۔ کوئی اندر نہیں پسینکھا تھا۔ کوئی کچھ۔ بڑی تشویر پیدا ہوئی۔ آخر مرزا نظام الدین صاحب نمبر دار اور نظام دفعہ دار قادیان کو اطلاع دی گئی وہ سننے ہی موقع واردات پر پہنچے اور انہوں نے اگر نہایت عقلندی کے ساتھ اس حملہ آور گروہ کو منتشر کیا لیکن یہ لوگ بڑے جوش میں تھے۔ ٹوٹا ٹوٹا اور لاپرواہی سے تلخ تھے۔ اور کہتے تھے کہ بس مارو اور خون بہا دو۔ اس واقعہ کی اطلاع

یہاں زمین مظلوم احمد نور نے جا کر دی چہر نشی سندھو خان صاحب ہیکل کیٹیل تفتیش کے لئے مامور ہو کر اسی روز شام کو آئے۔ اور انہوں نے نہایت سلامت رومی کے ساتھ جیساکہ ان کی عادت میں ہے موقع واردات کو دیکھا اور سب بیانات لئے۔ اور ۱۷ اکتوبر کو ملزم قرار دیکر ۹ اکتوبر کے لئے مقدمہ چالان کرنے کی واسطے مقدمہ کی بہرہ تو معمولی بات ہے۔ اس امر سے ان لوگوں کے جوش کا پارہ اور بھی چڑھ گیا اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس فساد کی تدبیر یہاں کے بعض اور لوگ ہیں جسکی بابت غالباً بعض گذشتہ واقعات اور کاغذات سے مدد مل سکے گی لہذا انہوں نے کبھی ہماری مخالفت میں کوئی دقیقہ فراموش نہیں کیا۔ جسکے متعلق مقامی مدار حکام یقیناً بے خبر نہیں ہوں گے۔ قادیان کے بے طرفہ ہمارے مخالف ہی ایسی شہادت دے سکتے ہیں کہ یہ لوگ ہم پر کئی مرتبہ حملے کر چکے ہیں ایسی سکھ شاہی سرکار انگریزی کے راج میں سخت اندر میرے اوسا کر اسکا تدارک نہ کیا گیا تو ہماری جان مال اور آبرو سخت اندیشہ اور خطرہ میں ہے اور اس امر میں ایڈیٹر الحکم کو محض اسوجہ سے کہ وہ ایسے معاملات میں قلم سے کام لیتا رہا ہے خصوصاً

نشانہ بنایا گیا ہے جسکے لئے میں اپنے ضلع کے دربار حکام کو خصوصاً توجہ دلاتا ہوں اور آئندہ خاص طور پر توجہ کرنا چاہتا ہوں۔ جن لوگوں کا یہ مجمع خلاف قانون ہو رہا ہے اور جو سازشیں اور منصوبے ہمارے خلاف کئے جا رہے ہیں اور اسکی تدبیریں خواہر اسے اسکا راز بھی عنقریب افشا کر دیا جائے گا

### حیات صانی

مخدوم الملت حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی پاک لایف لکھنے کے لئے میں میری ہم پہونچا رہا ہوں اسلئے اگر کسی صاحب کے پاس مولوی صاحب کا کوئی خط (خواہ وہ کیسا ہی ہو) کوئی مضمون جو چھپا نہ ہو۔ کوئی نظم یا اور تحریر ہو تو مجھے اسکی نقل صحیح بھجوا دیں۔ اور یا آپ کی لایف کے واقعات میں سے کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ بھی لکھ سہیں علاوہ بریں اگر کسی اخبار میں صاحب موصوف سے متعلق کوئی مضمون خواہ مخالف ہو یا موافق چھپا ہو تو ایسا اخبار بھی مجھے بھجوا جاوے یا اسکی منجھ نقل مع تاریخ نمبر و صفحہ اخبار ہو میں اگر زندہ رہا اور اندر تو نے توفیق دی تو انشاء العزیز جوری میں اسکا کوثر دے کر دیں گا۔ ایڈیٹر الحکم۔



بجرام کر وقت تو توبہ کی سید و پادشاہی کے لئے دعا کرتا ہوں۔







کی گاڑی میں آگ اور آگ کا سامان اور دھواں  
 ہی ہوتا ہے۔ پھر تعجب کہ نادان کہتے ہیں کہ ریل  
 و جال کا لکڑ کا نہیں اور لکڑیہ کہہ رہے ہیں  
 دو ہی گاڑی ہوتے ہیں جو تیار ہون سے گاڑی کو  
 چلائے ہیں۔ اور واقعی ایک گاڑی ریل کی لکڑی  
 گاڑی میں اور ایک اس کی پہلی گاڑی میں ہوتا ہے  
 جب دونوں کا اتفاق ہوتا ہے تو گاڑی چلتی ہے  
 اور اگر دونوں گاڑیوں کے درمیانی فاصلہ کو  
 پانچا جائے تو ۴۰ یا ۵۰ باغ سے کم نہیں ہوتا  
 ہے۔ باغ کہتے ہیں دونوں گاڑیوں کے  
 پہلوؤں کو۔ اگر کسی کو شک ہو تو ماب کر دیجئے  
 حکماء دیجئے کہ یہ کالفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ وسلم نے کہوں بولا اور بٹیا گھوڑا کیوں نہ تھا  
 سوا اس کا جواب یہ ہے کہ اپنے صحابہ کو سمجھانے  
 کے لئے بطور مثال بیان کیا ہے کیونکہ لکڑا بوجھ  
 لادنے اور ساری دینے میں کام آتا ہے۔ ایک  
 تو اس وجہ سے ہمارے کالفاظ استعمال کیا اور دوسری  
 وجہ یہ کہ لکڑی کی آواز بہت مکروہ ہوتی ہے  
 ان لکڑی کا صوات لصوت الحمبر  
 اسکی مصدق ہے اور چونکہ ریل کی آواز بہت سخت  
 مکروہ ہے اسلئے اسکو ہمارے لفظ میں  
 فیر کیا گیا۔

(ب) اس کی تائید ایک اور حدیث سے ہوتی ہے۔  
 اور وہ یہ ہے۔  
 عن رافع بن بشیر عن ابيہ  
 یہ حدیث ان تخرج نادرا من حبسہ میل  
 تسیر سیر مطیئۃ الابل تسیر بالظہا  
 وتفسیر باللیل تعدوا وتروح یقال  
 عدت النادر یا النادر عدوا  
 قالت النادر یا النادر فقبیلوا  
 النادر ایہا الناس فرحوا من اذکرۃ  
 اکلمہ۔ رواہ احمد والبیہقی والبخاری  
 والیوردی وابن قانع وابن حبان و  
 الطبرانی والحاکم والبیہقی والیوردی  
 ورجس احمد بن حنبل اور ابویعلیٰ اور  
 باوردی اور ابن قانع اور ابن حبان اور طبرانی  
 اور حاکم اور ابونعیم اور سیفی نے رافع بن  
 بشیر السلمی سے روایت کی اس نے اپنے باپ  
 سے کہ فریب ہے کہ پانی کے بند کرنے سے ایک  
 قسم کی آگ نکلے گی جو اونٹ کی سی رفتار کرے گی  
 اور دن کو چلے گی اور رات کو قیام کرے گی۔  
 صحیح کوئی ہے کہ اور شام کو بھی چلے گی (مراد  
 ہر وقت چلے گی) اور پکار ہوگی کہ اسے لوگو  
 وہ دن کو چلنے لگی تم بھی تیار ہو جاؤ۔ پھر آواز  
 ہوگی دوپہر کو چلی تم بھی چلو۔ پھر شام کو چلے گی

تم بھی چلو۔ اور وہ جسکو گھیرے گی کہا جائے گی۔  
 دیکھو کنز العمال  
 اس حدیث میں خبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 نے ریل گاڑی کا نوٹو کیونچ دیا ہے اور اسکا لکڑی  
 بجنا اور لوگوں کو خبردار کر دینا کہ ریل بنی رہے تم  
 ہی تیار ہو جاؤ۔ اور خبر ریلوں کی اور ادبناوی کہ  
 بعض مقامات پر دو دفعہ نہیں صبح و شام ریلوی  
 چلتی ہے اور بعض میں تین دفعہ اور اس سے زیادہ  
 کہیں کہیں ہوتی ہیں اسلئے حرف کثرت وقوع کا  
 ذکر فرمایا ہے۔ اور اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔  
 علاوہ برین یہ بھی بتلادیا کہ وہ سواری یعنی  
 ہمارا آگ اور پانی کے ذریعہ چلے گی رسو کوں نہیں  
 ہانتا کہ انجن میں پانی بند کر کے آگ دی جاتی  
 ہے اور جب پانی وہ درجہ تک گرم ہو جاتا ہے  
 تو اس سے بہا پ پیدا ہو جاتی ہے جس کے  
 زور سے وہ چلتی ہے۔  
 (د) حدیث ابن النادی میں جو حدیث علی کی  
 روایت سے ہے یہ بھی درج ہے کہ و جال کا لکڑ کا  
 ایسا ہوگا کہ اس کے چلنے کے مقام سے پھرنے  
 کے مقام تک ایک دن اور ایک رات کا سفر  
 ہوگا یعنی جتنا ایک آدمی رات اور دن میں سفر  
 کرے۔ چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہیں  
 ما بین حافر حمارہ الی الحافر الآخر  
 سیرۃ یومہ و لیلہ  
 (د) ابھی یہی حدیث میں و جال کے آگے کی  
 یہ بھی تفسیر ہے کہ اتنا تیز چلے گا کہ اس کے  
 دائیں طرف بادل ہو تو فوراً وہاں تک پہنچ  
 جائے گا چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہیں۔  
 یتناول السحاب بجمینہ و یسبغ الشمس  
 الی مغربہا۔ پس کون نہیں جانتا کہ ریلوی  
 گاڑی اتنی سرعت سے چلتی ہے کہ بادل کو  
 پیچھے ہٹو جاتی ہے۔ اور سورج کے غروب  
 ہونے سے پہلے کہیں کی کہیں چلی جاتی۔  
 (ج) اس کا لکڑ ہر طرف شعلی پری نہیں چلے گا  
 بلکہ سمندر میں ہی اپنی پوری رفتار سے چلے گا۔  
 چنانچہ الفاظ حدیث حسب ذیل ہیں۔  
 یمحوض البحر الی کعبیہ یعنی سمندر  
 میں ٹخنوں تک غوطہ لگائے گا۔ جن لوگوں نے  
 بندرگاہوں کا سائینہ کیا ہوگا دھانی جہازوں  
 اور انبوٹوں میں سیر کی ہوگی اور پر بخوبی روش  
 ہے کہ انجن جہاز یا کشتی دھانی کا ایک حصہ پانی  
 میں ہوتا ہے۔  
 (ح) و جال کے لکڑ ہے کی ایک علامت یہ بھی کہتی  
 ہے کہ اس کے آگے آگے ایک دھواں کا پہاڑ اور  
 پیچھے سبزی نما پہاڑ ہوگا۔ جو حدیث کے الفاظ

ذیل سے ہریدہ ہے امامہ جبل دھان و خلفہ  
 جبل دھان۔ جن لوگوں نے ریلوں اور  
 جہازوں کو چلتے ہوئے دیکھا ہے اون کو معلوم  
 ہے کہ انجن چونکہ آگے ہوتا ہے اس سے کثرت دھواں  
 نکلتا ہے جو آسمان میں بلند ہو کر ایک پہاڑ سا دکھائی دیتا  
 ہے اور جب دھواں ہوا میں منتشر ہو کر ریلوی کے پیچھے  
 ہو جاتا ہے تو سبز پہاڑ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔  
 (خ) وہ لکڑا آواز کرے گا جو در و در تک سنائی دے گی  
 گویا اس سے وہ اون لوگوں کو جو او میں سوار ہونے  
 کے لئے منتظر ہوتے ہیں بلاتا ہوگا۔ چنانچہ الفاظ حدیث  
 یہ ہیں۔ ینادی بصوت لہ یسمع بہ ما بین  
 الخافقین الی اولیائی الی اولیائی الی  
 احبائی۔ پس صاف واضح ہے کہ یہ باتیں ریل  
 گاڑی میں پائی جاتی ہیں پھر اگر اسکو و جال کا لکڑ کا  
 نہ مانا جائے تو بتاؤ کہ ایسی عظیم الشان بے نظیر گاڑی  
 کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں خبر دی تھی تو  
 سب لکڑا لکڑا ایمان لے کر آئے خبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 نے قیامت تک کی خبریں دیدی ہیں اگر و جال کے لکڑ ہے  
 کے علاوہ وہ کوئی اور چیز ہے تو بتاؤ کہ اسکی اطلاع کس  
 حدیث میں ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۷۷۔

یہ تمام احادیث ریل گاڑی کی ایجاد کی پیشگوئی  
 کو مشاطہ کرتی ہیں اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی  
 اور صحیح نبوت کی صداقت پر مہر کرتی ہیں اس مقام  
 پر عوام مخالف الرائے علماء کے بہکانے سے ایک  
 اعراض کرنے میں کہ جب ریل گاڑی و جال کا لکڑ کا  
 رفع اعتراض ہے تو اس پر صحیح موعود خود کو  
 سوار ہوتا ہے ۹ اس سوال کی معقولیت پر تو ناظرین  
 خود قیاس کر لیں ایسے محض ہیں نہیں بناتے کہ کیا  
 اس پر سوار ہونا قرآن شریف یا احادیث میں حرام آیا ہے؟  
 اگر یہ بات نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ایسا بیوقوف اعتراض کیوں  
 کیا جاتا ہے علاوہ برین کہ بوجہ ملکیت اور قبضہ  
 اور تصرف تمام اور ایجاد و جالی گروہ کے یہ و جال کا لکڑ کا  
 کہلاتا ہے اور اگر عارضی طور پر کوئی اسے رفع اٹھا کر  
 تو اس سے اس کا مالک یا موجد پھر نہیں سکتا خود و جال  
 کی اضافت ملکی ہے پھر اگر خدا تعالیٰ و جال کے ملکوت  
 و مصنوعات میں سے ہی مومنوں کو نفع پہنچا دے تو  
 ہمیں کیا ہرج ہے کہ انبیا کفار کی ملکوت و مصنوعات  
 نفع نہیں اٹھاتے تھے سچائی صلی اللہ علیہ وسلم کنز  
 خیر کی سواری کرتے تھے حالانکہ احادیث نبویہ سے  
 ثابت ہوتا ہے کہ لکڑ ہے سے گاڑی کو ملنا ممنوع ہے  
 ایسے ہی بہت نمونے پاتے جاتے ہیں۔ ماسوا اسکے جبکہ  
 مسیح موعود قاتل و جال یعنی رومی رومی طور پر توجیب  
 حدیث میں قتل قلیل کے جو کہ و جال کا لکڑ ہے وہ  
 مسیح کا ہے علاوہ اس کے مسلم کی حدیث میں ابوہریرہ

سے مروی ہے۔ جیسے کہ آنکی یہ نشانیاں لکھی ہیں  
 لیونون بن مرید حکماء کا قلیل کثیر الصلیب  
 و لیقتلن الخنوز و لیضعن الخزیۃ و  
 لیقتلن القلاص فلا یستقی علیہا یعنی  
 عیسے حکم اور عدل ہوگی حالت میں آخر لکڑا اس طرح کہ  
 مسلمانوں کے اختلافات پر حق کے ساتھ حکم کرے گا اور  
 عدل کو زمین پر قائم کرے گا صلیب لکڑا خنزیروں کو قتل  
 کرے گا اور خزیۃ کو اٹھا دے گا اور اس کے آنے کا ایک یہ  
 نشان ہوگا کہ جوان اوشیاں جو بار برداری اور سواری  
 کا بخوبی کام دیتی ہیں چوڑی جائیں گی پھر اپنے سواری  
 نہیں کی جائے گی اب واضح ہو کہ یہ ریل گاڑی کی طاقت  
 اشارة ہے جسے تمام سواریوں سے قریباً نوع انسان کو  
 فارغ کر دیا ہے اور جو تمام دنیا کے ستر ہزار میل میں پھر  
 گئی ہے اور ہندوستان کے ۱۶ ہزار میل میں۔ چونکہ عربین  
 اعلیٰ درجہ کی سواری جو ایک عربی کے تمام گھوڑا سوار  
 اونٹنی کی سواری ہے جو بار برداری اور مسافت طو کر نہیں  
 تمام سواریوں سے بڑھ کر ہے اسلئے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی  
 طرف اشارہ کیا تا اسلئے کے ذکر کرنے سے اسنے خود اس کے  
 ضمن میں آجائے پس فرمایا کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت  
 میں یہ سب سواریاں بے قدر ہو جائیں گی اور کوئی اونکی  
 طرف التفات نہیں کرے گا یعنی ایک نئی سواری دنیا میں  
 پیدا ہو جائیگی جو دوسری تمام سواریوں کی وقت کو  
 دگی۔ اب اگر عوام تمام لوگ اس ریل گاڑی پر سوار  
 نہوں تو یہ پیشگوئی ناقص بنتی ہے۔  
**خلاصہ کلام**  
 ریل گاڑی میں سوار ہو کر میں ان خیالات میں مستغرق ہوں  
 جہاں تھا اور بے اختیار زبان سے خدا کی حمد اور نبی کریم  
 علیہ الخیرہ و التسلیم پر درود شریف نکلتا تھا ہم نے  
 اسکی پیشگوئیوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اذکر کیا  
 اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم  
 راستہ کے دیگر حالات ارات کی تائید کی اور مومن کی خوشی  
 گاڑی سے باہر ہر نکال کر نظارہ قدرت کے دیکھنے کا کوئی  
 موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ مان کہیں کہیں حضرت دروازہ  
 کھول کر آسمان کی نورانی فضا اپنا اثر کئے بغیر نہ دیتی تھی انہیں  
 خیالات متذکرہ بالا کی ادھر میں میں لکھا ہوا تھا کہ  
 کرتا پریشانی و جماعت کو رہنما کے معزز احباب نے اعلیٰ  
 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درود و السلام کے حضور پیش کیا  
 پایا۔ خانہ صاحب نے صاحب نجار حج آید بھی خانہ اور کی  
 اور بہائی چہاڑی جان بڑک ساتھ تھے شیشی حبیب الرحمن صاحب  
 نذر دار و رئیس حاجی پور (متصل پور) اور ہر حاضر ہو کر سعادت  
 اندوز ہوئے۔  
 اعلیٰ حضرت کا خانقاہ عظیم ایک نیا سفر اور ہر رات کا  
 سفر جبکہ انسان طبعاً اور فطرتاً آرام کرنا چاہتا ہے پھر ایسی  
 حالت کو آپ ہمراہ حضرت ام المومنین صاحبزادگان اور دیگر  
 متعلقین تھے۔ لیکن جب کسی شیشی پر خدام حاضر ہوئے۔











یومر کلا حانه و رحمت امرا السیم منج ۶



مسلموں کا ذخیرہ علوم و فنون

یورپ کی سرپرستی

مسلمانوں کیلئے درحقیقت یہ بات صحت قابلِ نظر  
ہے کہ جس پیدائش انہیں بہت کا قدم رکھنا تھا آج غیا  
وہاں انہی کے گئے ہیں۔ عربی زبان نہ صرف  
مسلمانوں کی نہ ہی زبان ہے۔ بلکہ مسلمانوں کی جان  
روح و عنصر جو کچھ کہو عربی ہے۔ مسلمانوں کے  
نام مایہ و فزون ای خزانہ میں محفوظ ہیں۔ لیکن  
گئے انہوں کی بات ہے کہ آج بے بہا خزانہ پر  
یورپ کا قبضہ ہے۔ اور مسلمان خالی ہاتھ اسکی  
اس چابکدہ کو تک رہے ہیں۔ درحقیقت مسلمانوں کی  
تخلک سرعربی کا تمام سرمایہ تباہ ہو گیا تھا۔ اگر یہ  
اسکی حفاظت پر آمادہ نہ ہو جاتا۔ تاریخ و ادب  
کی وہ بے بہا کتابیں جنکے اکابر کو دینے کے بعد  
عربی کا اور اسکی ساتھ مسلمانوں کا کچھ بول خالی  
ہو جاتا ہے۔ صرف یورپ کی سرپرستی سے آج  
دنیا میں نظر آرہی ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ یہ سرمایہ  
یورپ کی بدولت بربادی کے محفوظ رہا۔ اور  
بجائے ایک گرم خور وہ نسخے کے دنیا میں ہزاروں  
نسخے پیدا ہو گئے۔ بلکہ عربی زبان اور عربی علوم  
کے متعلق یورپ کی زبانوں میں جس قدر معلومات اور  
تحقیقات کا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے اور کو ہمارے  
علمائے داخلہ نہیں ایک لمحہ کیلئے ہی جگہ نہ ملی ہوگی  
عربی کی علم اللسان لغت صرف لغو و عروسی  
اوتوانی کے متعلق بیسیوں کتابیں۔ اس تحقیق اور  
جامعیت کے ساتھ لکھی گئیں ہیں۔ اگر اس کا نصف  
حصہ ہی ہماری زبانوں میں آجائے تو ہمیشہ بہا  
معلومات سے مال مال ہو جائیں۔

ڈاکٹر لائبر ہیری اس افسوسناک غفلت کو  
 محسوس کر کے لکھتے ہیں "کہ مسلمان میں تو مہبت  
 مگر وہ جانتے کیا ہیں۔ اگر آج عربی کی کوئی عمدہ  
 تاریخ یا کوئی عمدہ دیوان درکار ہو۔ تو یورپ  
 انگلینڈ یا ایٹلی۔ ابن خلدون۔ ابن رشد۔ ابن بطوطہ  
 حاجی تلیقہ۔ ابن ایثر۔ اور مقریزی جو اسلام میں  
 آسان علم کے آفتاب ہیں۔ یہاں انکو کوئی جانتا  
 ہی نہیں۔ تاہم مشرق اور افریقہ میں بحری۔ اور آب و ہوا  
 کا دیوان کہتے آدمیوں نے پڑھا ہوگا۔ یورپ  
 میں صد ہا آدمی یہ کتابیں پڑھتے ہیں۔ اور  
 ترجمہ قرآن تو لکھوں۔

ڈاکٹر لائینز کو تو صرف اس کا افسوس ہے کہ  
اگر عربی کی کوئی عمدہ کتاب درکار ہو تو مسلمانوں کو

یورپ سے مانگتا ہے کہ لیکن ہمیں یہ افسوس ہے کہ مسلمانوں کو یہ بھی نہیں معلوم کہ یورپ نے عربی کی کون کونسی کتابیں جیانی ہیں اور انہیں کیا پرہم پر اور ہمارے علوم پر کتنا بڑا اثر بدوشت حسن کیا ہے اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ اس مضمون کے ذریعہ علماء اسلام کو یورپ کی ان خدمات سے واقف کریں جنکی بدوشت آج انہیں اس اور کامیاب حال ہے کہ اپنی علمی ذخیرہ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس مضمون کے دو حصوں میں پہلے حصہ میں یہ دکھایا ہے کہ یورپ کو عربی اور عربی علوم پر کب توجہ ہوئی اور صرف و نحو لغت و ادب کے متعلق کون کونسی قابل ذکر کتابیں یورپ کے زبانوں میں ترتیب دی گئیں دوسرے حصہ میں ان کتابوں کی مفصل فہرست دی ہے جو یورپ کی کوششوں سے چھپ کر شائع ہوئیں۔

یورپ کو عربی اور عربی علوم کی طرف کتبچہ  
 ہوئی۔ اور گینو بکھو ہوئی۔ یہ بجائے خود ایک  
 دلچسپ مضمون ہے جسکے بیان کی یہاں گنجائش  
 ہے اور نہ ضرورت۔ صرف اس قدر تہا سلسلہ  
 مضمون کو لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ عربی سے  
 یورپ کب روشناس ہوا۔ اور کیوں عربی  
 علوم و فنون مشرق سے مغرب میں منتقل  
 ہوئے۔

دُنیا کے حیرت انگیز واقعات میں غالباً یہ واقعہ بھی عجیب و غریب ہے۔ کہ یورپ کی شاہلی کی بنا ایک ایسی پولیٹیکل خونریزی نے رکھی۔ جو دُنیا کا سب سے زیادہ نقصان کر نیوالی جنگ تسلیم کی گئی ہے گیارہویں صدی عیسوی میں جبکہ مسلمان ترقی کے انتہائی درجہ تک بلند ہو چکے تھے۔ یورپ میں ہر طرف تاریکی تھی۔

لیکن صلیبی لڑائیوں نے کیا کیا یورپ کو موقع  
دیا کہ مسلمانوں کی شاہی جنگی کامیابیوں کو دیکھ کر  
القدس اور اٹلی کی طرف سے جب رومی سلطنت  
تاکم ہو گئی۔ اور مسلمانوں سے ملنے جلنے کے  
ذرائع وسعت کو ساتھ پیدا ہو گئے۔ تو یورپ  
کی انجینئرنگ کیلئے۔ اور مسلمانوں کی شاہی جنگی کامیابیوں  
سے بہت متاثر ہوا۔ شام میں قسمت آزمائی کرنے کے لیے  
جب یورپ کے جہازوں نے مغرب کا رخ  
کیا۔ تو یہ اثر ہی اپنے ساتھ لے گئے کہ مسلمان علمی  
عملی ترقیات کے دنیا میں ایکے مخزن میں۔ اور  
تہذیب و شاہی جنگی کامیابیوں کا سرچشمہ اسلامی دنیا کو  
اور کہیں نہیں مل سکتا۔

اس اثر کا نتیجہ ہوا کہ یورپ میں مسلمانوں کی ترقی  
اور نشانی کی یہ عام توجہ پیدا ہو گئی۔ اور یہ توجہ

برابری نہ تھی کی کیونکہ صلیبیوں کی بدولت ہمارے  
 یورپ کا اسلامی ممالک میں گھر بجا اور ہر چیز  
 مسلمانوں کی ترقی کے حیرت انگیز آثار نظر  
 آئے۔ پہلے ایک طرف تو یورپ نے مسلمانوں  
 تباہی کا بیڑہ اٹھایا۔ اور دوسری طرف اپنے  
 حریف کی شاکر دی پر آمادہ ہو گیا!  
 اس ذکر میں یہ ایک عجیب بات ہے۔ کہ چونکہ  
 اس زمانہ میں یورپ میں عام تعلیم نہ تھی۔ اور  
 لاطینی۔ ویونانی زبان کی تعلیم پادریوں اور  
 اراکین مملکت کیلئے مخصوص تھی۔ اسلئے مغرب  
 سے مشرق کی طرف جس گروہ کا علمی تلاش  
 میں اول قدم اٹھا۔ وہ مذہبی پیشواؤں کا  
 وفدس گروہ تھا۔ حیرت یہ ہے کہ یہی گروہ  
 آگے چلکر الحاد اور بے دینی کے پریشان  
 خواب دیکھنے لگا۔ اور اسلامی فلسفہ کی فصاحت  
 اسکی تعبیر تلاش لگی۔ حالانکہ ابتداء میں شاعت کا  
 ذریعہ یہی نادان گروہ ہوا۔

گیارہویں صدی کی اوائل سے مسلمانوں  
علوم و فنون پر یورپ کو توجہ ہوئی۔ اور  
چودھویں صدی کے اواخر تک فلسفہ کی  
تمام کتابیں لاطینی زبان میں ترجمہ ہو گئیں  
ابتداء میں متعدد محکمہ قائم کئے گئے کہ لاطینی فلا  
سفیہ دیویوں کی مدد سے فلسفہ کی کتابیں ترجمہ  
کیا جائیں۔ پھر یورپ اکلہ سترہویں صدی تک حکم  
عربی اور دیگر مشرقی زبانوں کی تحصیل کرنے لگا  
یورپ سے نوجوان طلباء اندلس روانہ کئے گئے  
اندلس میں چونکہ خود عیسائی اور یہودی فلسفہ  
میں مسلمانوں کے شاگرد رشید تھے۔ اسلئے  
یورپ کو طلباء انکی اعانت سے فائدہ اٹھا کر بہت  
جلد عربی اور عبرانی میں قابلیت حاصل کر لیتے  
اور فارغ التحصیل ہو کر علمی کتابوں کو ترجمہ کر  
مشغول ہو جاتے تھے

جن لوگوں نے یارِ آپ کے مختلف حصوں سے  
انداز کا سفر کیا۔ اور عربی زبان سے واقفیت  
پیدا کر کے علمی ترجمہ میں مشغول ہوئے۔ ان کے  
نام آج تاریخی صفحات پر موجود ہیں۔ ان میں  
بہت سے طالب علم ایسے ہیں۔ جنہوں نے طلب علم  
میں حب الوطنی کے تقید سے خود کو ہمیشہ کیلئے  
آزاد کر لیا۔ اور ساری عمر طلبہ کے پرائیویٹ  
مدرسوں۔ اور قریب کے دارالعلوم میں صرف  
کروی۔ کچھ طالب علم ایسے ہیں۔ جو فارغ التحصیل  
ہونے کے بعد مشرق کے ممالکوں کی

٤٠ سياحة المعارف. ٤١ سياحة المعارف  
صفر ١٢٩٤ ٤٢ ايضا صفر ١٢٩٤ و ١٢١١

خاک چہانتے پر ہے اور ایک عرصہ کی تلاش و تحقیق کے بعد جب سر زمین مغرب میں قدم رکھا۔ تو اسلامی علوم و فنون کی معلومات سے ان کا نام واضح ہو رہا تھا۔ بار و من گرمیوں اس زمانہ کا مشہور طبیب اور صحت دان ہے۔ یہ اندرون اٹلی سے حکمران عربی کے شوق میں طلبہ پڑھایا اور ایک عرصہ کی قیامت کے بعد جب کافی ترقی حاصل کر لی۔ تو متعدد کتابوں کا عربی سے لاطینی میں ترجمہ کیا۔

پیشتر مارسلٹ ایک فرانسیسی راہب تھا جو کہ  
جنرالیہ کا شوق دانگہر ہوا۔ اسی شوق میں فرانس  
مہاسفر کیا۔ افریقہ کی خاک چھانی۔ اور مدت کی  
آوارہ گردی کے بعد مسلمانوں سے اس علم کو  
حاصل کیا۔

مذہبِ اہلِ علی اور پیغمبرِ ماکر نے اس طرح  
اندلس کا سفر کر کے عربی زبان سے واقفیت  
پیدا کی۔ اخوالد نے قرآن شریف کا عربی سے  
ترجمہ بھی کیا۔ اور انحضرت کی سوانح عمری بھی  
لاطینی میں ترتیب دی ہے

ان کے علاوہ اور بہت سے لوگوں کے نام  
تاریخ میں پائے جاتے ہیں جنہیں سے بعض کے  
ترجمہ اور تصنیفات اس وقت تک یورپ میں  
موجود ہیں کہ ان کوششوں نے یورپ کو  
مسلمانوں اور مسلمانوں کے علوم سے واقف  
کر دیا۔ اور اسلامی فلسفے سے عام طور پر  
مقبولیت حاصل کر لی۔

لیکن چونکہ یورپ میں اس وقت تک عربی  
زبان کی کوئی باضابطہ درسگاہ نہ تھی۔  
عربی زبان سے وہی خوش قسمت شخص  
واقفیت حاصل کر سکتے تھے جنہیں مشرقی ممالک  
کے سفر اور وہاں کے کثیر اخراجات اور  
دقتوں کا تحمل ہونے کی طاقت تھی لیکن سولہویں  
صدی سے عربی زبان کی باضابطہ تعلیم خود  
یورپ میں شروع ہو گئی۔ سترہویں  
گری گورس پوپ نے روم میں ایک  
انجمن قائم کی جسکا مقصد اگرچہ مسیحی عقاید کی  
اشاعت تھا مگر اس کے قیام سے بہت بڑا  
فنی فائدہ یہ ہوا کہ عربی زبان کی تعلیم پر یورپ  
کو توجہ ہو گئی۔ اس کے بعد ہی ۱۶۲۹ء میں خاص  
پوپ ار پالمنس کے حکم سے اس انجمن کو مستقل  
مشرقی زبانوں کا ایک مدرسہ قائم کیا گیا تاکہ  
نوجوان پادری مشرقی زبانوں کی تعلیم پا کر  
اشاعت مذہب کی غرض سے باہر جاسکیں۔

لے سیاحتہ المعارف مثلہ انسا کو بیڈیا بی



اس مدرسہ میں خاص طور پر عربی اور سریانی زبانوں کے پروفیسر مشرقی ممالک سے بلوا کر مقرر کئے گئے تھے۔ عربی کتابیں پہلے پہل دنیا میں اسی مدرسہ کی بدولت چھپ کر شائع ہوئیں۔ تعلیم کے لئے ضرورت ہوئی کہ صرف و نحو اور ادب کی کتابیں بکثرت مہیا ہوں اسلئے چند رسالے خود پروفیسروں نے لکھے۔ اور کچھ کتابیں قلم زمانہ کی لکھی ہوئیں دستیاب کیں۔ اور انہیں نہایت اہتمام سے طبع کر کے شائع کیا۔ صرف و نحو عربی کی جو کتابیں یورپ میں لکھی گئیں اس انجمن نے عربی کیلئے جو کچھ کیا وہ درحقیقت ایک مذہبی کام تھا۔ لیکن اسی زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہو گئے جنہوں نے محض ذاتی کوشش اور مذاق سے عربی زبان میں قابلیت بھجھ بھجائی اور صرف و نحو اور ادب و لغت کی کتابیں لکھ کر یورپ میں اس مذاق کو عام کیا۔ ان لوگوں نے بدلا شخص آریونیونامی ایک عالم پر جو بائبل کا باشندہ تھا مشرقی زبانوں کے شوق میں وطن سے نکل کر دور دراز ملکوں کی سیاحت کی اور متعدد زبانوں کو حاصل کر کے شائع کیا۔ بائبل واپس آیا۔ بائبل میں چونکہ اسکی قابلیت کی شہرت پیشتر ہی سے ہو چکی تھی۔ اسلئے پہنچتے ہی لیڈن یونیورسٹی کا پروفیسر ہو گیا۔ اسکی زندگی کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ بائبل کے مدرسہ میں عربی زبان کی تعلیم داخل ہو گئی اور صرف و نحو عربی میں سب سے پہلے ایک سالہ ترتیب دیا۔ آریونیونامی کے بعد لافرن وارنر نامی ایک شخص نے عربی کی طرف خاص توجہ کی۔ یہ عالم تھا کہ ان میں پیدا ہوا۔ اور شائع میں وفات پائی۔ شائع میں مشرقی ممالک کا سفر کر کے عربی کی نادر کتابیں جمع کیں اور لیڈن یونیورسٹی کے کتب خانہ میں داخل کر دیں۔

سترہویں صدی کے اواخر تک اسی طرح خاص خاص لوگوں کی کوشش سے عربی شہر کا مذاق ترقی کرنا رہا۔ لیکن انہار ہویں صدی کے اوائل سے یورپ میں عربی کا وہ نیا دور شروع ہوا جس نے موجودہ زمانہ کی تعلیم الشان توجہ کی بنا رکھی۔ اس دور کا

۱۵۹ سال ولادت ۱۸۵۰ء اور سال وفات ۱۸۹۰ء  
جو صرف و نحو کا وہ اور تصنیفات جسے لیل مرعہ کہتے ہیں  
ابتدائی رسالہ۔ عربی اور عبرانی کا باہمی تعلق عہد جدید کا عربی میں ترجمہ چند کتابوں کا عربی سے لاطینی میں بھی ترجمہ کیا لیکن انکی تفصیل حال میں معلوم نہیں۔

انتفاع ایک فرانسیسی عالم پر و فیسر سیل و شتر تصنیفات کی ہوا۔ جو نہ صرف عربی کا ماہر تھا بلکہ مشرق کی دیگر مشہور زبانوں میں بھی کافی مہارت رکھتا تھا علاوہ اور تصنیفات کی اسکی ایک قابل قدر تصنیف عربی کی بسوط صرف و نحو ہے جسکی دو ضخیم جلدیں شائع ہوئیں۔ اس میں چھپ کر شائع ہوئیں اس کتاب میں مصنف نے ایک مفید التزام یہ کیا ہے کہ جن جن صرفی و نحو سائل کو کھانا ہے ان کے متعلق بطور مشورہ اس کے عربی اشعار بھی پیش کر دیئے ہیں۔

اس دور میں چند اسباب ایسے جمع ہو گئے جن سے عربی پر یورپ کو غیر معمولی توجہ ہو گئی۔ پہلا اس کا ایک بڑا سبب انگریزوں کا ہندوستان پر تسلط ہے۔ مسلمانان ہند کا یہ زمانہ اگرچہ زمانہ انحطاط تھا۔ مگر یہی عربی تعلیم کا مذاق عام طور پر موجود تھا۔ یہاں تک کہ لکھنؤ اور دہلی کے جو علماء آج زیادہ مشہور ہیں۔ وہ اسی آخری دور کی یادگار ہیں۔ اسلئے انگریزوں کو ہی عربی پر توجہ ہوئی۔ اس توجہ سے جو مفید

۱۶۰ اس کا پورا نام۔ ان ٹوان اریک سیل و شتر دے ساسی۔ جو پچھن میں صحت کی حالت اچھی نہ تھی۔ اسلئے ابتدائی تعلیم ایک پرائیویٹ استاد سے حاصل کی۔ باوجود اسکی ذہن استعداد تیز تھا کہ کم عمری میں یونانی اور لاطینی میں کافی یاقوت پیدا کر لی۔ بارہ برس کی عمر میں ایک فاضل اسب کی ملاقات ہوئی۔ جسکا نام ”بے نی ڈیگ ٹامین“ تھا۔ اس اسب کی صحبت سے مشرقی زبان کا شوق پیدا ہوا اور دس برس کی محنت اور مطالعہ سے مشرق کی سات مشہور زبانوں میں غیر معمولی قابلیت حاصل کر لی۔ شائع میں جب اسکی عمر صرف تیرہ برس کی تھی۔ انجیل کے بعض قیمتی سائل کا پتہ لگایا۔ اور شائع میں اسکا ذہنی امت اس کی پین دینی قدیم کتبہ جات کی انجمن کو دو قابل قدر یادگاریں نذر دیں۔ ان دو کارناموں نے اسکی شہرت دور دور تک پہنچا دی۔ اور یورپ کی تمام علمی انجمنیں اسکی قدر وئی کیلئے آمادہ ہو گئیں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ فرانس میں ہر طرف پوچھ گچھل سے صینی پیدا ہو گئی تھی اور عنقریب شادی کی آگ مشتعل ہوئی تھی۔ اس وقت میں یکایک یہ آگ بڑھی۔ اور فرانس میں انقلاب ہو گیا۔

اس نے اٹلیانی کے زمانہ میں وہ مشرقی شہر کو بعض اہم تحقیقات میں مشغول تھا۔ کچھ برس تک خوزیزی کو بعد جب وہ بارہ بار ہندوستان کا قیام ہوا۔ تو گورنمنٹ کی طرف سے اسکی خاص طور پر

نتائج پیدا ہوئے انہیں انشیا تک ساسی جنگل اور بھی کام خصوصیت کو ساتھ قابل ذکر ہے۔ لیکن اسکا مفصل بیان آگے آئے گا۔ پہلا استدلال یہ تھا کافی ہے کہ انگریز ہی فرانسیسی کیساتھ اس دور میں برابر کے شریک رہے مشہور انگریز عالم بلینٹن نے کلکتہ میں چند مولویوں کی مدد سے ایک عمدہ کتاب صرف و نحو پر لکھ کر شائع کی اس طرح کلکتہ میں وہ اور اسلئے اسی زمانہ کے قریب شائع ہو گئیں۔ ایک رسالے میں عربی کی چھٹی بڑی حکایتیں جمع کی گئیں اور دوسرے رسالہ میں الف لیلا کے تیسرے حصہ کا انتخاب اور ترجمہ کیا۔ اس دور میں صرف و نحو کی تین کتابیں اور قابل ذکر لکھی گئیں۔

۱۶۱ علامہ امی والڈ جرمنی کی صرف و نحو عربی شائع ۱۸۵۰ء سے ۱۸۵۳ء تک چھپ کر لکھی گئیں۔ شائع ۱۸۵۰ء علامہ کا سبھی کی صرف و نحو پہلی مرتبہ ۱۸۵۰ء میں چھپ کر لکھی گئیں۔ شائع ہوئی۔ پہلا

۱۶۲ قدر دان لکھی گئی۔ اور صینی بھی لکھی۔ تا کہ ان مشرقی شہر کا مطالعہ کرے۔ جو اس شہر میں محفوظ تھے۔ شائع میں صینی دے واپس آیا۔ اور اپنی تحقیقات کی۔ پتہ لگا ڈی میں پیش کی۔ پتہ لگا ڈی میں فارسی ترجمہ کا پروفیسر مقرر کیا گیا۔ اور پچھلین اول شاہ فرانس نے ہیرن کے عہدہ پر سرفراز کیا اس عہدہ میں فرانس کی پولیٹیکل حالت میں وہاں انقلاب شروع ہوا اور شائع میں بادشاہت کا خاتمہ ہو کر نئے سرے سے یورپوں کا قیام ہوئی اس زمانے سے وی ساسی کی نئی زندگی شروع ہوئی ہے۔ اول سر شائع تعلیم کی کونسل کا ممبر مقرر کیا گیا۔ پیراشی ٹمک سوینی پیرس کا پریذیڈنٹ منتخب ہوا۔ ایک ایسی علی جماعت بنی جسکی باتیں یہی وہ بہت کچھ مدد کیا کرتا تھا۔ وی غلب کو عہد میں شاہی توجہ پر سید دل ہوئی اور شاہی تہنہ کے مشرقی حصہ کا محفظہ اور اکاڈمی آف انس کیپشن کا لایٹ سکریٹری مقرر کیا گیا۔ اس ممتاز محقق نے نجد و دیگر کتابوں کے عربی صرف و نحو پر ایک ضخیم کتاب لکھی۔ جو پندرہ سال کی مسلسل محنت کا نتیجہ ہے اسکی زندگی کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اسی کی کوشش سے پارس میں اردو دستک اور صینی زبانوں کو پروفیسر مقرر ہوئے۔ اور اسی کی تجویز و ہدایت سے روس اور جرمنی میں مشرقی زبانوں کی تعلیم شروع ہوئی سال ولادت ۱۸۵۰ء اور سال وفات ۱۸۵۰ء صرف و نحو کے علاوہ

۱۵۷ اسٹس نے ترمیم دہن کیے بعد شائع میں دوبارہ شائع کی۔ یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ شائع ہونے کے بعد اس کے پانچ ایڈیشن نکل چکے تھے۔

۱۵۸ (۱۸۵۱) پروفیسر امی ایک انگریز عالم رابٹس نے کامری کی صرف و نحو کو چند مطالبہ کر کے انگریزی ترجمہ کے ساتھ دو جلدوں میں مرتب کیا۔ جو لندن میں چھپ کر شائع ہوئی۔

یورپ کے علمائے جب عربی پر توجہ کی تو ان کو صرف و نحو کی ایسی کتاب کی تلاش ہوئی۔ جو ان کے لئے مفید ہوں۔ جسبابی کتابیں نہیں ہیں۔ تو خود انہوں نے کوشش کر کے کتابیں تصنیف کیں۔ اور انہوں نے زمانہ کیلئے عربی زبان کی تعلیم کا سامان مہیا کیا۔ اس دور میں صینی کتاب لکھی گئیں وہ اسی کوشش پر مبنی ہیں۔

لیکن بڑا احسان جو یورپ نے عربی زبان پر کیا۔ وہ ان محققانہ لغتوں کی ترتیب پر جسکی نظیر عربی میں نہیں مل سکتی ہے پہلا لغت جو یورپ یورپ نے عربی کے جو لغت ترتیب دی اس میں شائع ہوا وہ جیموس نامی ایک فاضل مشرق کی تصنیفات پر جو اٹلی کا رہنے والا تھا۔ پہلا علامہ جو لیس نے اسکی تقلید کی۔ اور شائع میں اپنا عربی لغت لیڈن سے شائع کیا یہ دونوں لغت چونکہ صرف عربی کے تھے اسلئے علامہ مانیسس نے وہاں پہلے ضخیم بلڈزین مشرق کی ترمیم شائع کی اور عربی فارسی ترکی کا ایک جامع لغت طیار کیا اور ہر لفظ کا مطلب لاطینی اور جرمنی دونوں زبانوں پر

۱۵۹ ہم دیگر تصنیفات حبیبی میں تذکرہ شہرے جو اصل مادہ صرف و نحو۔ اس میں مختلف مصنفین عربی کلام نظم و نثر کا انتخاب ہے ایک عربی قدیم ترجمہ۔ قدامت فارسی۔ مذہب و دور و دے حالات۔ یہ آخری تصنیف ہے۔ اس میں شام کو ایک پر اسرار مذاہب کے حالات درج کئے ہیں انہیں لکھو پہلے یا مدی ثانی کا اور ثانی۔

۱۶۰ اس کا پورا نام لسنڈن میٹروپولیٹن لیبرٹری ہے نورٹ ولیم کلچر کلکتہ کا عربی۔ اور فارسی کا پروفیسر تھا۔ عربی کے علاوہ فارسی میں بھی اسکی ایک صرف و نحو موجود ہے شائع میں اس کا تذکرہ کی لازمت نہ کر کے اٹھتا گیا۔ اور علمی مشاغل میں مصروف رہا۔ ولادت ۱۸۵۰ء وفات ۱۸۵۰ء

۱۶۱ قانع ولیم نامولیس مصنفہ مولوی کبیر الدین احمد مرحوم کا دیباچہ



اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب میری تحریر ہے۔ اس کتاب کو میری کتاب کہتے ہیں۔ اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب میری تحریر ہے۔ اس کتاب کو میری کتاب کہتے ہیں۔

درج کیا۔ اس لغت کا نام کنز اللغات الشریعہ ہے۔ اس میں دکن دارالسلطنت دہلی سے چھپکے گئے ہیں۔ اس کے بعد علامہ فرائیڈ نے چار جلدوں اور کازی مرسلکی نے فریج میں اور باؤنچ اور لین نے انگریزی میں چار لغت تیار کئے جو شمس سے شمس تک چھپکے گئے ہیں۔ ان میں پہلا لغت یورپ میں زیادہ مشہور اور تیار کیا ہے۔ ان سات لغتوں میں چھ لغت عربی کے عام لغتوں کی طرح ہیں جن میں کوئی خاص تحقیق یا جامعیت نہیں پائی جاتی۔ لیکن ساتواں لغت علامہ لین کا اس لحاظ سے قابل تعریف ہے کہ اس میں لغت نے نہایت کوشش سے عربی کے تمام قاسوس جمع کئے اور انگریزی میں ایک جامع لغت تیار کیا۔ لیکن جس بے نظیر لغت نے عربی کو ہمیشہ کے لئے مرہون منت بنایا۔ وہ مشہور فرانسیسی مستشرق پروفیسر دوزی کا قاسوس ہے یعنی اضافہ لغت عربی پر شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کے کتب خانہ میں یہ لغت میری نظر میں گذرا، دو ضخیم جلدوں میں وہ تمام الفاظ اور اصطلاحات جمع کئے ہیں جو عربی کے کسی لغت میں نہیں ملتے۔ کمال پچاس برس کی محنت و تلاش سے یہ بے نظیر لغت تیار ہوئی۔

۱۔ تاریخ و ادب اور علوم و فنون کی سیکڑوں کتابوں میں جہاں ڈالیں اور جہاں گھسیں اس قسم کے الفاظ ملتے جمع کر لئے۔ پھر سیکڑوں کتابوں کی ورق گردانی کر کے نہایت کوشش سے ان کا سراغ لگایا اور اور تحقیق و تنقید کے بعد جو مفہوم ثابت ہوا اسے لفظ بلفظ درج کیا پہلی جلد کی ابتدا میں ان کتابوں کی فہرست دی ہے۔ جن سے اس لغت کی ترتیب میں مدد لگئی۔ اس کے دیکھنے سے اس محقق کی تلاش و تحقیق کی سرری اندازہ ہو سکتا ہے کہ کون کون سی نایاب کتابیں جمع کیں۔ اور کس طرح ان سے بہم اور مشکوک الفاظ کا پتہ لگایا۔

مسلمانوں نے جب پہلی فتح کر کے ایک متمدن سلطنت کی بنا ڈالی۔ تو آہہ سو برس کے اترے اسپین کی ملکی زبان میں عربی کے سیکڑوں لفظ داخل کر دیئے۔ یہ الفاظ آج بھی اسپینی زبان میں موجود ہیں۔ مگر اختلاف اب دلچسپ ہے انکی صورت اس طرح بدل دی ہے۔ کہ ان کا سراغ لگانا

آسان نہیں ہے۔ پروفیسر دوزی نے مدت کی محنت سے ایک لغت تیار کیا ہے جس میں عربی کے وہ تمام الفاظ جمع کئے ہیں۔ اور دیکھا ہے کہ ان الفاظوں نے موجودہ صورت کیونکر اختیار کی اور عربی میں انکی اصلی صورت کیا تھی! افسوس ہے کہ یہ دونوں بے نظیر لغت فریج میں ہیں۔ اور ہم براہ راست ان سے فائدہ نہیں لے سکتے۔

ان کتابوں کے علاوہ ایک اور چیز قابل ذکر ہے۔ یورپ نے عربی علم ادب کے نہایت مفید تحقیقات ترتیب دیئے ہیں اور ان تحقیقات میں ادب کی بعض ان کتابوں کا انتخاب ہو جواس وقت تک چھپکے گئے نہیں ہوئے۔ اور یورپ کے خاص خاص کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ انہیں نے پھر لغتوں میں عربی کی قدیم شاعری کے نمونے دیئے ہیں۔ بعض میں غریب الامثال اور عرب کی اصطلاحات جمع کئے ہیں۔ اس قسم کی چودہ کتابوں کا نام اس وقت ہمارے پیش نظر میں ہیں۔ دو کتابیں بیروت میں۔ اور باقی لندن۔ برلن اور پاریس وغیرہ میں چھپی ہیں۔

لغت وارجی حرفت و دخیل جو عربی عام طور پر بکھڑے ملاوہ تمام عرب میں مستعمل ہے اسکو لغت وارجی کہتے ہیں۔ یورپ نے اس بارہ کسی بھی لغت کو ملکہ نہیں۔ اور نہایت اہتمام سے لکھے ہیں۔

سب سے پہلے کائنات نامی مستشرق نے شمس میں وارجی حرفت و دخیل لکھی اور اسپین میں چھپکے گئے ہوئے بیروت سے ملکہ دانا سے شائع کی۔ اس طرح شمس وارجی بارہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں حرفت ایک کتاب مصر کے ایک مسلمان عالم کی تصنیف ہے۔ جو غالباً یورپ ہی کی تحریک سے لکھی گئی۔

لغت وارجی کے مجموعہ امثال حرفت و دخیل و لغت وارجی کی ان غریب الامثلوں کو بھی راجوعام زبانوں پر چڑھی ہوئی ہیں اور کچھ بعض مالوں نے نہایت کوشش سے جمع کیا ہے۔ اور عرب کے مختلف حصوں کے نمونے لکھے۔ انکے ترتیب دیئے ہیں مثلاً ملاوہ لینیڈر برگ نے خاص خاص غریب الامثل جمع کی ہیں۔ باؤنچ نے صرف غریب الامثل ترتیب دیئے ہیں۔ ان مجموعوں کے علاوہ سو سین نامی ایک مصنف نے ایک مجموعہ امثال ترتیب دیا ہے جس میں عام طور پر درج کردہ تمام امثال ۱۰ دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ امثال کے علاوہ جو قصے اور چوٹی چوٹی

حکایتیں ان کے مختلف خطوں میں مشہور ہیں اور جن کے ان کے اخلاق و عادات اور طرز معاشرہ کا پتہ چک سکتا ہے جرمنی کے چند شہزادوں نے انکو ہی نہایت تلاش سے جمع کیا ہے۔ اس قسم کی تین کتابیں زیادہ مشہور ہیں۔

(۱) سو سین کا مجموعہ حکایات جس میں مصر اور مارون کی حکایتیں جمع کی ہیں۔ یہ رسالہ مضمون کی صورت میں جرمنی کے ایک اخبار میں شائع ہوا تھا۔

(۲) بی ٹائیٹ کا مجموعہ جو شمس میں لکھنؤ سے چھپکے گئے ہیں

(۳) لینیڈر برگ کا مجموعہ جو شمس میں شائع ہوا (الندہ)

### والامان کی لغت

۱۔ علی حضرت حمزہ اللہ علیہ السلام اور ان کے متعلقین خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہرہ و جوہر تندرست اور جمالی کردہ ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت کی محنت کی جو قوم کے لئے دل خوش کن ہے فاضل اور وہی تشریف سے آئے ہیں اور اس مرتبہ اسید گنجیانی ہے کہ بہت دیر تک یہاں قیام فرمائیں گے۔

۳۔ حافظ مولوی غلام رسول صاحب دیرپا و جہت اللہ کیلئے جانیوالے تھے مگر وہ سفر و اجازت ملتوی ہو گیا حافظ صاحب نے اسکی بجائے قادیان میں قیام کیا اور انہا تاخوری سمجھا اور وہ اب قادیان میں ہیں اسید گنجیانی ہے کہ وہ منتقل طور پر قادیان سے کا اہتمام کریں۔

۴۔ موسمی حالت کے متعلق سردی ایک اہم ہے آسان کئی دنوں سے ابرا کو دہے۔

۵۔ اہم بارش نہیں ہوئی۔ کسی موسمی بیماری کی اسوقت تک چھپ چکا نہیں۔ الحمد للہ

۶۔ شکر تبارک و تعالیٰ کہ قابل الیقین ہو کہ اسپر نی مٹی والی گئی ہے اور وہ حصہ جو قادیان تک شکر کے لگے ہو کر تباہی و رست کر دیا گیا ہے جو جنگ اس حصہ کو پختہ اور ادو خانہ کیا جاوے گا اسکی موجودہ حالت برائیں آرام دہ ہوگی کجا تکلیف دہ ہوگی

### مازہ البہامات

۱۱۔ دسمبر ۱۹۱۹ء۔ کبریت فتنہ کا نام

۱۲۔ شمس مجاہد وقتک۔ ونقی لک الاہیات

۲۔ قیوت وقتک ونقی لک الاہیات ترجمہ ۱۔ فتنہ بڑا ہو گیا۔

۱۔ اور ہم تیرے واسطے خوش نشانیاں کھینکے ہر تیرا وقت قریب کیا گیا اور ہم تیرے واسطے نشان باقی کر کے فرمایا ان البہامات میں الفاظ بابرہات بینات صفت کو طور پر نہیں آئے بلکہ حال کے طور پر آئے ہیں اور وہ کام فائدہ دیتی ہیں جس کا ہر سوا کسی کو چکی ہوگی اور کچھ نشانیاں اس سلسلہ کی صداقت کی خاطر ہمیشہ قائم رہیں گی وغیرہ الفاظ کو لطف اور عمارت اور احسان کا بڑا نمونہ ہے اور اس بڑی خوشی پر اللہ تعالیٰ کو الفاظ شوکت کیساتھ تشریف دیتے ہیں کہ تم خود نہ کرو اس سلسلہ کو قیام کی اصل مقصد کو ہم پورا کر دیں گے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ بابرہات اور بینات کیا ہیں۔ مگر ایک بڑی شکر اور حمد کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی ایک عظیم الشان بشارت نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس سلسلہ کی امید میں اسکو کام کرنا جن کی بہت تبدیلی ہوگی۔ اور دنیا پر ایک عظیم اثر پڑے گا۔ ایک پرانا الہام حضرت صاحب نے دوبارہ سنایا اور وہ یہ ہے۔

بہت سی حادثات و عجایب کا منظر تیرا احاطہ ہو گا۔ دسمبر ۱۹۱۹ء (۱) قال رب انزل من السماء ماء یوضیئ۔ رحمۃ مناد

کان امرام مقضیا۔ قوت بقاعدون (۲) فہرمت نافعنا

ترجمہ ۱۔ کہہ میرے رب تیرے بقیہ وہ نازل کر دے آسمان سے وہ امرام سے تو خوش ہو جائیگا۔ میری ہر جاری طرف سے۔ اور یہی ابتدا کی مقرر اور فیصلہ کن امرام ہے۔ وہ شے جسکی تم وعدہ دی گئی ہے۔ میں نے یہ حکم نافذ کر دیا ہے۔ یعنی اسی ہے۔

### روزانہ کے متعلق فیصلہ

روزانہ حکم کا منہ شائع کیا گیا بعض خاص احباب کے علمی و خط و کردار اور عیاری اور توسیع اشاعت پر متوجہ کیا گیا اسکا نتیجہ اللہ تعالیٰ قابل شکر گزاری ہے جو جس قدر روزانہ میں روزانہ کو اجرا کیلئے فرمادی سمجھتا ہوں وہ روزانہ میں پوری ہو چکیں مگر وہ تمام مشتاق اور قدردان ناظرین پسند فرمائیں گے کہ فی الحال روزانہ جاری نہ ہوگا اسکی وجہ کیا ہے؟ اسکی بنا ایک دیرپا پرچہ جس میں حضرت مخدوم اللہ کو میں نے دیکھا اور مجھے غرضاتی ہیں روزانہ کو ہفتہ وار کر دو اور ہفتہ وار کر دو روزانہ اسکی تیسرا اور تاویل جو بھی گئی ہے وہ یہی ہے کہ ابھی روزانہ کو ہفتہ وار سے دو۔ اسلئے میں ان تمام احباب کو ہر دست کسی اور وقت کا انتظار کرنا چاہیے



## حضرت ولیعہد مہار

شاہی سیاحت کے ضمن میں خود حضرت ولیعہد مہار کے مختصر حالات زندگی دلچسپی سے پڑھ رہے ہیں۔ اس لئے انہیں روزنامہ پیس سے اقتباس کر کے درج کیا جاتا ہے۔

حضرت شہزادہ جارج فریڈرک ڈیوڈ البرٹ آف ویلز جون ۱۹۰۵ء کو ریشم کو ایک بیچ کر ۱۸ منٹ پر ناربرو ہوس میں پیدا ہوئے۔ اس وقت آپ کے والد ماجد کے علاوہ فرخ خان مین لارڈ وین اور شاہی بیگمات موجود تھیں۔ لندن گزٹ کے ذریعہ سے یہ خوشخبری مل گئی۔ فرخانی شہر میں مشہور ہوئی۔ جیسر شخص نے خوشی منائی۔ اسی سال ۱۹۰۷ء کو فرخانی میں ہم دیکھنے کی رسم ادا کی گئی۔ آٹ کیمبرج آپ کی دینی مان اور ڈیوڈ آف کیمبرج دینی باپ تھے۔ پیدائش کے ایک سال بعد ہی اتفاقاً شہزادہ آپ کے تاج گاہی چھت کو آگ لگ گئی مگر آپ سے اپنے بھائی اور والدہ معظمہ کے فوراً کمرہ سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ دوران قیام پاکستان میں آپ کی پرورش ملبر ہوس یا سینڈزنگم میں ہوئی تھی اور خود آپ کی مادر محترمہ آپ کی تعلیم و ترقی میں جنس نس غیس جیت لیتی تھیں۔ چنانچہ منجانب سے اور بچوں کے آپ کا اسم اللہ بھی جابا موصوفہ ہی نے فرمایا تھی۔ اور جینی اور فریسی زبانوں میں گفتگو کرنے کے لئے جرمن اور فریچ لیدیان مقرر کر دی تھیں مذہبی تعلیم پادری خان نیل ڈالٹن کے سپرد تھی۔ اگست ۱۹۱۷ء میں زمانہ تعلیم رہنم میں شہزادی سے آٹ ملک صاحبہ (موجودہ پرنس آف ویلز) کے ساتھ آپ کو کھیلنے کا موقع ملا۔ فیاض قدرت سے بچپن ہی سے حضور والا کو زندہ دلی۔ خوش مزاجی اور تیز فہمی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ پادری ولبرٹس ایک خط میں اپنے ایک دوست کو لکھتے ہیں کہ وہ جارج بہت خوش مزاج۔ تیز و زندہ دل ہے۔ اسی طرح تیر کی فرسوری اور کرکٹ کا شوق بھی آپ کو فوراً دماغی ہی سے تھا۔ جب آپ کی عمر ۱۲ سال کی ہوئی۔ تو آپ کی تعلیم کا سلسلہ اراکین خاندان کے روبرو پیش ہوا بعض لوگوں کا خیال تھا کہ شہزادہ دون کی طرح آپ بھی ایٹن کالج میں بھیجے جائیں گے۔ مگر ملک معظم نے آپ کے لئے بحری تعلیم پسند فرمائی اور آپ کو شہزادہ البرٹ وکٹر کے ہونے کے ساتھ جہاز پر روانہ کیا۔ پر سمندر پر گئے اور دو سال تک

فریڈرک کی ماتحتی میں کام لیتے رہے۔ مسٹر لیس آپ کے خاص استاد تھے۔ جہاز پر آپ میں اور دوسرے طالب علمین میں صرف اتنا فرق تھا کہ آپ کو رہنے کے لئے ایک کمرہ عطا کیا گیا تھا۔ جب آپ نے اس جہاز پر تعلیم پائی۔ تو ۱۵ جولائی ۱۹۱۷ء کو آپ جہاز بیکانٹی پر بھیجے گئے۔ اس جہاز پر علاوہ مسٹر لیس کے آپ کی تعلیم کے لئے ریورنڈ جے این ڈالٹن بھی مقرر کئے گئے۔ یہ جہاز جس کو اردن میں تھامہ الیجر ایل آف کلین ویم کے سپرد تھی۔ ۱۹۱۷ء تک آپ کو تمام دنیا کے گرد سفر کرنا پڑا۔ اور اپنے جہاز مریوب الہند۔ جنوبی امریکہ۔ کیپ کالونی۔ آسٹریلیا۔ فجی۔ جاپان۔ چین۔ سنگاپور۔ ملوین ہر سوز۔ مصر۔ بیت المقدس۔ اور یونان کی سیر فرمائی۔ آپ اپنے ساتھیوں میں نہایت ہی پر د عزیز ہو گئے تھے۔ آپ جہان کلین جاتے۔ سب آپ کا خاص دل سے حیرت مند کرتے تھے۔ ہزارہ نے اپنے میزبانوں پر اپنے اعلیٰ اخلاق و اوصاف کا پورا اثر ڈالا۔ آپ نے اپنا سفر نامہ بھی مرتب فرمایا۔ جو شہزادہ میں شائع کیا گیا اس سفر کے متعلق ایک یہ لطیفہ بھی قائل ذکر ہے کہ ایک مرتبہ لندن میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ شہزادوں نے (یعنی آپ نے اور آپ کے بھائی شہزادہ وکٹر نے) اپنے ناک بھراز کے لنگر کی شکل کھدوائی اور آپ کے والدین ڈاکٹر کو براہ روں روئے اس شرط پر دیا جاتے ہیں کہ کسی طرح ناک سے یہ نشان صاف ہو جائیں۔ اس گپ کو آپ نے اپنے رومن نمبر میں بھی لکھا ہے۔ دوران سیاحت میں آپ جہان جہان پوچھے۔ نہایت تیز گد سے آپ کا سفر مقدم کیا گیا اور ہر کمرہ نے آپ کو "خوش آمدید" کہا۔ چنانچہ ہر جہان میں جہتوں نے اپنے زیورات امانا کر آپ پر سے تصدیق کئے۔ ایک بوڑھی عورت نے جارج سوم کے وقت کی ایک انٹرفی نذر کی جس کو آپ اب تک اپنی گہری کی زنجیر میں لگائے ہوئے ہیں۔ جب آپ کا جہاز خط استوا کے جنوب میں پہنچا۔ تو آپ کے ہمراہی ملاخون نے عجیب عجیب کھیل کئے۔ جن میں سے ہر ایک میں آپ اور شہزادہ وکٹر شریک رہے۔ آخر آپ کا سفر صبح بخیر ختم ہوا۔ اور آپ نے جہاز رانی کے متعلق مختلف امتحانات پاس کر کے متعدد عہدے پائے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب آپ ۱۹۱۷ء میں جہاز "تھرس" کے کپتان تھے۔ تو سالونیکا میں ایک ترکی پاٹل سے ایسے وقت ملنے کا اتفاق ہوا۔ جبکہ آپ کو ملے بھرانے کے کام پر متعین تھے اور آپ کے کپڑے اور ہاتھ منہ سب کاٹے ہوئے تھے۔ پاٹل کو آپ

کی بہت کڑائی دیجے کہ سخت حیرت ہوئی اور اس نے آپ کو شکل مشہورادہ تسلیم کیا۔ ۱۹۱۷ء میں جب آپ کلاڈر تھے کہ یکایک آپ کے بھائی نے جو جدید سلطنت ہونے والے تھے۔ انتقال کیا۔ اور آپ کے کارنامہ ملازمت کی فہم شاہی بلب کتاب سے تبدیل ہو گئی۔ ۲۵۔ مئی ۱۹۱۷ء کو ملک معظمہ وکٹر نے آپ کو "ڈیوڈ آف یارک" ایل آف ان ڈس اور "پرنس آف کلاڈر" کے خطابات سے مستعفی فرمایا۔ اسی سال ۱۹۱۷ء جون کو اپنے مرتبہ کے فرامین ادا کرنے کا پارلیمنٹ میں حلف اٹھایا اور وہیں لارڈ سالبری نے آپ کے ذاتی خصائل بیان کئے۔ مئی ۱۹۱۷ء میں آپ کی شادی اپنے بھائی کی سنگیٹریس وکٹوریہ آف ملک سے ہوئی۔ اس مبارک موقع پر بادشاہ وکٹر وکٹر مارک زار روس شہزادہ جرمی مہاراجہ صاحب کپور تھلہ اور راجہ صاحب گوڈل موجود تھے۔ ۱۹۱۷ء میں جب ہندوستان میں قحط پڑا۔ تو آپ نے غریب ہندوؤں کے لئے ایک رقم تشریف عطا فرمائی اور آئرلینڈ کا سفر کیا۔ ۱۹۱۷ء میں آپ نے جہاز ایکس کے افتتاح کی رسم ادا کی ۱۹۱۷ء میں آپ نے پیر آئرلینڈ کا سفر کیا۔ جنوری ۱۹۱۷ء میں ملک معظمہ وکٹر نے وفات پائی۔ تو آپ کو ڈیوڈ آف کارنوال۔ ڈیوڈ آف رنہ سے۔ ایل آف کیرک رین آف زن فرو۔ لارڈ آف دی ایس اور گریٹ سٹورڈ آف سکاٹ لینڈ کے خطابات اور القاب مرحمت ہوئے۔ اسی سال آپ کو کینیڈا آسٹریلیا و جنوبی افریقہ کا سفر کرنا پڑا۔ جس کے نور آپ پرنس آف ویلز بنائے گئے۔ ۱۹۱۷ء میں آپ کو اعزازی امیر البحر بنائے جانے کا فہار حاصل ہوا۔ اور ۹ نومبر ۱۹۱۷ء کو آپ نے ہندوستان کو اپنے قدم ہیمنت لزوم سے رشک گلزار بنایا آپ کا ہر وگرام سیاحت ہند بہت کچھ آپ کے پیر محترم حضور ملک معظم کے مشورہ سے تیار کیا گیا ہے۔ جس میں حضور رفیع الشان نے حیدر آباد دکن۔ میور۔ گوالیار۔ کشمیر۔ اندھ جیورادو سے پور۔ بیکانیر۔ الور وغیرہ وغیرہ ریاستوں کو بھی آپ کے قدم فرخ لزوم سے مفت ہونے کا موقع دیا ہے۔

شہزادہ والا قدر کو ملک جمع کرنے کا بڑا شوق ہے۔ اور کبوتروں سے بھی خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن ہندوستانیوں کی طرح نہیں بلکہ شاہان ایران کی مانند آپ ہی ان سے قاصد کا کام لیتے ہیں۔ آپ کو کاشتکاری کی قیمتی معلومات حاصل ہیں۔ خدا کرے آپ کی تشریف آوری ہندوستانیوں کے لئے عموماً اور بہان کے دایا

بہت کے لئے خصوصاً باعشر رکست ہو۔ اور وہ آپ کے شاندار کاموں سے مفید بن جائیں کریں!

## جیو ریشی قیام چراغان

راجہ جے سنگ نے نیا شہر جیو ریشی تعمیر کرنے اور آباد کرنے میں ششہ مذاق ظاہر کیا تھا۔ بازار سو سو چوڑے۔ تمام مکانات گلابی رنگ سے رنگے ہوئے۔ اور عمارتوں کی طرز ساخت ایک ہی قسم کی ہے۔ اس نے شہر کو خوبصورت بنا دیا ہے۔ شہر گزشتہ کو پرنس آف ویلز کی تشریف آوری کے اعزاز میں تمام شہر میں روشنی کی گئی تھی۔ شہر کے باہر بھی روشنی تھی۔ شہر گزشتہ کو شہر سے شمال مغرب میں ایک پہاڑ پر واقع ہے ایک بڑا شاندار منظر پیش کر رہا تھا۔ قلعہ کی دیواروں پر باقاعدہ قطاروں میں چراغ روشن تھے۔ او پہاڑ کے وسط میں قلعہ سے نیچے "ولنگ" کے درختان حروف تھے۔ سفیش سے جو شہر کو سٹک جاتی ہے۔ اس کے دونوں طرف کے درختوں سے ہزاروں لالینین لٹکا رکھی تھیں۔ بازار جگمگ کر رہے تھے۔

ان شاندار نظاروں کو دیکھتے ہوئے ہزاروں لالینین محلوں میں تشریف لکے۔ جہاں مہاراجہ صاحب نے آپ کی میافت کی تھی۔

## (شاہی دعوت)

یہ دعوت کئی اعتبار سے قابل ذکر ہے۔ شاندار دربار کا کمرہ اسی مطلب کے لئے مخصوص کیا تھا۔

مہاراجہ صاحب اپنے شاہی مہمانوں کی تشریف آوری اور خاطر تواضع کرنے میں محفوظ تھے۔ اور جو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ مہاراجہ صاحب وائلڈ کے کمرہ میں کھڑے ویٹرائس مینسٹر کی آمد کا تھکا کرتے رہے۔ جب شاہی گاڑی آئی۔ تو پرنس و پرنس آف ویلز کا استقبال کیا۔ اور دربار کے کمرہ میں بجا کر شاہی کرسیوں پر بٹھایا۔ پرنس آف ویلز شام کے لباس میں زیب تن تھے اور شاہ ہند کا فیتہ ڈالے ہوئے تھے۔ پرنس آف ویلز نے ایک شاندار گون پہن رکھی تھی۔ اور ایک پیر کی بارگے میں تھی۔ اور جواہر نگار جیفہ پیشانی کو زینت دے رہا تھا۔ جب شہر پر دے اٹھائے گئے۔ اور پرنس اور پرنس آف ویلز دربار کے دعوتی کمرہ میں جا داخل ہوئے۔ تو مہاراجہ اپنے خاص کمرہ میں کھڑے رہے۔ اور مشیروں سے گفتگو کرتے رہے۔ اور دعوت کے لوازمات میں درجے جارہے تھے۔



سب شہزاد لائی گئی تو مہاراجہ صاحب بھی پریشان  
 ویاہ کے ساتھ جاکر شریک ہو گئے۔ اور ملک منظر کا جام  
 موت تجویز کیا۔ اپنے شاہی مہمانوں کے تمام ملک  
 تجویز کی غرض سے مہاراجہ صاحب کے شہر اندلہ نے  
 پڑی۔ تقریباً ایک ہفتہ تک وہاں تھا وہاں  
 ہی کہ جب مہاراجہ صاحب حیدر کے سو گھر پر  
 ولایت گئے تھے۔ تو پرنس و پرنسز آف ویلز نے  
 آپ کا استقبال کیا تھا۔ اور طرح طرح کی خوش  
 اخلاقی سے سلوک کیا تھا۔ تقریباً مہینہ گزر رہا تھا کہ  
 اب ایک ایسا موقع آیا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب پڑا  
 دوستی کا حق و عہد ادا ہوگی کسری کی دعوت  
 اور خاطر تواضع میں ادا کر رہے ہیں۔ مہاراجہ صاحب  
 نے ہر طرح سے ظاہر کیا کہ وہ بھائی و خواہ غنائیوں  
 کی دل سے قدر کرتے ہیں۔ تقریباً دو دن کے بعد  
 ایک گھنٹہ تک محلوں کے اندر وئی حق میں تشریف  
 فرما رہے۔ ریاست کا مین باجہ بچ رہا تھا۔ پرنس  
 و پرنسز آف ویلز بڑی بے تکلفی سے ان لوگوں سے  
 گفتگو کر رہے تھے۔ جو سپورٹ ریاست میں اعلیٰ  
 عہدوں پر ہیں۔ اور ریاست کی فلاح و بہبودی میں  
 کوشش کرتے ہیں۔ لیکن تمام دشمنی کا مرکز ایک شیر  
 تھا۔ جس کو پرنس آف ویلز نے مارا تھا۔ اور  
 جسے چارپائی پر ڈال کر چند کئی اندرونی کمرہ دربار  
 میں لے گئے تھے۔ جسے تعریف کی پرنس آف  
 ویلز بہت خوش تھیں۔ کیونکہ ان کے عالیجاہ شوہر  
 نے ایک غیر شکر کیا تھا۔ پرنس آف ویلز کی وضع  
 قطع شاد ہے۔ مگر زندہ دلی کے جوش کی حالت میں  
 ان کی وضع بہت شاندار اور دلربا ہو جاتی ہے  
 مصیبت کی شکار ہائی کا جو لوگ صحیح ذکر کرتے۔ اس  
 کو پرنس بڑے شوق سے سنتے ہیں۔  
 دوسرے دن دو عین طرف سے خبر دی کہ پرنس  
 پہنچیں۔ منجملہ ایک سانگا نیر سے تھی کہ وہ ان ایک  
 شیر موجود ہے۔ پرنس آف ویلز ایک پیشل ٹرین  
 میں روانہ ہو گئے۔ مگر وہاں پہنچنے سے آدھ گھنٹہ  
 پیشتر ہی شیر ہلاک گئے۔ اس سے دلچسپ ہوا کہ  
 گو نام کام ریلوے کی طرف لوٹ آنا پڑا۔ پہلے خیال  
 کیا گیا تھا کہ پرنس آف ویلز پرنس شہر امیر  
 کے کہنا آتے ہی سیر فرمائیں گے۔ مگر شہر کوئی صاحب  
 نے ریلوے میں رہنا پسند کیا۔ اور چوتھے بجے شام  
 کے شاہی ٹرین پر ایسی سیٹ مقرر ہوئی کہ رواد  
 ہوئی۔  
 بہت سے لوگوں نے امیر کی سیر کی۔ اور یہ  
 نتیجہ نکالا کہ راجہ جسے شکر گوڑا مشہور دن عادت  
 تھا۔ مگر امیر چھوڑنے میں غلطی کی۔ شاہی حیات  
 کو ایک بات قدر سے ناکام بنو گئی۔ اور وہ یہی  
 کہ خٹک سال کا اندیشہ نہیں رہا ہے۔ پہلی دفعہ

زیادہ بارش نہ ہو سکی۔ اگر اب بارش ہو جائے  
 تو قحط نمودار نہ ہونے پائے گا۔ اگر نہ ہو تو کسانوں  
 کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایشیا خورہ کی  
 کا نرخ معمولی ہے۔ گزشتہ چند مہینوں سے یہاں  
 میں پرنس انجیلین کی تشریف بری کے متعلق دوسرے  
 دھام سے تیار بیان ہو رہی ہیں۔ مہاراجہ صاحب  
 نے بدلت خود تمام خیالیوں کی نگرانی کی۔ سال لگاتار  
 محل جو مشرخی چھڑکا بنا ہوا ہے۔ ایک نہایت ہی  
 شاندار عمارت نظر آ رہی ہے۔ اس کی شان و شوکت  
 تصور کیا جاسکتی ہے۔ محل کے اندر درازاٹاٹ  
 اور ان مہمانوں کے لئے کیمپ بنایا گیا ہے۔  
 جو پرنس آف ویلز سے ملنے آئے ہیں۔ کیمپ میں  
 برقی روشنی بجلی جاتی ہے۔ محل کی زیب و زینت  
 نہایت شاندار ہے۔ ریورس سٹیشن بھی خوب  
 آراستہ کیا گیا ہے۔ اور سٹیشن سے محل تک جو جلیوں  
 گزرتے والا ہے۔ وہ بہت قابل دیدار و پر فکروہ  
 و جمیل ہوگا۔  
 سیکرٹون راجپوت شرفاء جو خوبصورت اور  
 شاندار لباس میں ملبوس ہونگے۔ اپنے اہلکاروں  
 سمیت انٹون پر سوار ہو کر سڑک کی ہر دو جانب  
 کل صبح کھڑے ہونگے۔ سڑک پر جا بجا جواہرین اور  
 مصنوعی مگر شاندار دروازے بنائے گئے ہیں۔  
 اس پر مل سپاہ اور مہاراجہ کی بے تاخیر فوج اور  
 شہر سوار شاہی محلوں کے باغات سے لیکر باغیچوں  
 تک سٹیشن والی سڑک پر دو دو صف بستہ کھڑے  
 رہیں گے۔ پرنس و پرنسز آف ویلز کے ہمراہ لائبر  
 اور شہر سواروں کا ایک حصہ ریلوے سٹیشن تک جائیگا  
 آج صبح کا نظارہ بڑا شاندار تھا۔ اور دربار دلی کی  
 یاد دلانا تھا۔  
 کل سہ پہر کے وقت شاہی گاڑی گجرات میں جوا  
 میل کے فاصلہ پر ہے شکار کھیلنے جا رہی۔ شام  
 کے وقت پرنس آف ویلز دو تین گھنٹے تک قارو  
 کا شکار کھیلنے۔  
 ہفتہ کی صبح کو پرنسز آف ویلز گجرات کی جیل میں  
 قاز شکار کر گئے۔ قریب و جوار کے تالابوں پر  
 مرغابیاں وغیرہ بکڑا کر شمع ہو گئی ہیں۔ لیکن  
 پرندوں کو وہاں سے شکار جیل گجرات میں نہیں  
 گئے۔ امید ہے۔ شکار کا تھکاؤ خوب بھر جائیگا۔  
 سیر کی صبح کو گجرات کے پرائے محلوں میں شکار  
 کھیلنے کے طور پر کادین سواری کا کام دینگے۔  
 سڑک پر بانی چپڑا دیا جائیگا۔  
 سیر کی شام کو پرنس و پرنسز آف ویلز بیکانیر  
 میں واپس آکر پرنس فوج ملاحظہ فرمائیں گے۔  
 شاہی ضیافت پر ملے محل کے کمرہ دربار میں کی  
 جائیگی۔ رات کے آجی و بھجہ جادو حضرت جلیان

بیگانہ کی تیاری کا خیال کر کے کیا جا رہا ہے۔ کہ شاہی  
 سیاحت کامیاب ہوگی۔  
**موت العالم موت العالم**  
 فی الحقیقت ایک عالم باعمل کی وفات دنیا کی موت  
 ہوتی ہے۔ بین نہایت درود کے ساتھ احکم کے  
 ناظرین کو حضرت مولانا برهان الدین صاحب  
 جلیلی کی خبر وفات سنا تا ہوں۔ مولانا مرحوم کی خبر  
 وفات قادیان میں دو۔ دسمبر ۱۹۷۷ء کو ہو چکی۔ اگلی  
 حضرت محمد انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی اس  
 غارت کے صدر کو محسوس کیا۔ مولانا صاحب ایک  
 فاضل باعمل اور صوفی مرقی رکھنے والے متبع  
 سنت تھے۔ علم بناظرہ میں انہیں ایک خاص  
 فراق اور ملکہ تھا۔ مولانا صاحب مرحوم کی وفات دسویں  
 کے ٹوٹنے والی پیشگوئی کو پورا کرتی ہے۔ انا للہ و  
 انا الیہ راجعون۔ عزیز عبدالغنی سپر مولوی  
 صاحب مرحوم نے آپ کی وفات کا مفصل خط لکھا ہے  
 جنکو میں ذیل میں درج کر رہا ہوں۔ اعلیٰ حضرت نے  
 خود اس خط کو سنایا اور پڑھ کر حکم دیا کہ اسکا جواب  
 لکھ دے۔ آپ نے فرمایا کہ اس بچہ کو لکھ دو کہ ہم ہر  
 طرح سے اسکی مدد کرنے کو تیار ہیں۔ اسے چاہئے کہ  
 وہ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلے اور ان کے علوم  
 دینیہ اور اخلاق اور عبادت کو حاصل کرے۔  
 علوم کے حاصل کرنے کے لئے خواہ وہ یہاں آجائے  
 بہر حال یہ ضروری امر ہے کہ وہ بہت سی کرے۔  
 حضرت اقدس نے مولوی صاحب مرحوم کی وفات  
 پر اس ضرورت کو بھی محسوس فرمایا ہے کہ کیا تجویز  
 کی جاوے جو جماعت میں قادر الکلام علماء  
 پیدا ہوں اور وہ خدمت دین کریں۔  
 اس کے لئے دارالامان کے مجدد ارا صاحب غور کر رہے ہیں  
 اور ایک عظیم الشان قومی کام کا بنیادی پتھر رکھا جائیگا  
 ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ مولوی برهان الدین مرحوم  
 کی ایک یادگار شہر جائیگی اور یہ نافع الناس کام انکے لئے  
 ثواب کا موجب کا اس لئے کہ اسکا محکم انکی موت ہی ہی  
 حضرت اقدس نے بروز جمعہ ۸۔ دسمبر ۱۹۷۷ء کو اپنی جماعت  
 کو لیکر جنازہ پڑا دیا تاکہ عظیمت قرار ہے۔ ہرجا  
 کو چاہئے کہ جنازہ غائب پڑیں۔ اب میں وہ خط لکھنے  
 قیل میں درج کر رہا ہوں۔  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منجملہ و فیصل علیہ السلام  
**کل من علیہا فان و یبقی وجہہ ربک**  
**ذوالجلال و الاکرام**  
**کل نفس ذایقۃ الموت**  
 ہادی طریقت پشور انجیل پر شہر و تکر خور و  
 و کبر دام ظلہ۔ سر تسلیم غر خاک پر لکھ حضرت کی

خدمت میں یہ عرض ہے کہ والد صاحب نے جب آپکا الہام سنا  
 کہ وہ شہر لوٹ گئے۔ تو انہوں نے ایک تو مولوی صاحب مرحوم  
 اور دوسرے شہر پناہ کو سمجھ کر وہاں شریف کی  
 ۲۰۔ تاریخ کو اعکاف میں بیٹھے اور ان دنوں میں قرآن  
 شریف کا اناوارہ حدیث شریف پڑھا اور فرضوں میں مقدر  
 قراءت پڑھتے تھے کہ قدرتی تھک جاتے تھے اور تمام  
 دن قرآن شریف پڑھتے رہتے تھے اور اعکاف میں یہ  
 الہام ہوا۔ انا کفینا لک المستحقین اور  
 بعد اس کے ایک اور الہام ہوا جسکا خلاصہ فرمایا کہ  
 امام الوقت تو ایک طرف ہے۔ اب تو انکے سرمدن کو ہی  
 الہام ہونے لگے پھر ہم اس سچے سلسلہ کی تائید کیوں کریں  
 اور بد ہوا کر رہا ہے اور ننگلاری رات کو چاند دیکھا گیا  
 اور اعکاف کی اکثر گھر تشریف لائے اور دروازہ میں  
 کھڑے ہو کر فرمایا السلام علیکم بعدا کے اندر  
 آئے اور کہا نا کہ انے کے بعد فرمایا مجھے سردی ہی لگی  
 ہے پھر عشا کی نماز پڑھا کر اندر آئے اور رات کو بخار  
 سخت ہو گیا اور صبح کو عید پڑھی اور بد ہوا اور جوات  
 کو بخار تھا اور جمعہ کو بالکل تندرست تھے اور آپ  
 مسجد میں آئے اور بیٹھ کر جمعہ پڑھا بعد اسکے سچے اسلام  
 کہا اور اپنے بڑی خوشی سے جواب دیا و علیکم السلام اور  
 ماہر ہدایت اللہ صاحب نے سلام کے بعد کہا اگر کوئی قصور  
 ہو تو معاف کرنا فرمایا یہ آخری سلام ہے لیکن نا طاقی بہت  
 تھی پھر رفتہ کو ہی آچے تھے پھر اتوار کی رات کو بخار پڑا  
 اور عشا کی نماز و صلوٰۃ پڑھی۔ یہ سوا سٹھ لکھا ہے کہ  
 باقی نمازین انہوں نے تیمم سے ادائی نہیں اور رات  
 کے آٹھ بجے کے قریب کہا تھا دو کہ کتاب میں نشان رکھنا  
 ہے پینے تیلادیا اور کہا کہ کتاب کہاں ہے فرمایا کہ آج  
 اور یہیر الحاکم اللہ ہے۔ اور پھر رات کے ۹ بجے سو گیا  
 تک مغرب کی طرف منہ کئے ہوئے قرآن شریف زبانی  
 پڑھتے رہے جب ایک بجائے تو اسکا سر اٹھا کر لوٹ پڑا  
 تھک گئے ہو گئے دوبارہ بارہ کہنے پر کوٹ بلی اور  
 پڑھتے رہے اور پینے کہا کیا پڑھتے ہو فرمایا کہ گناہوں  
 کی حدیث کہی ہوئی ہے محمد رسول اللہ کی پجری میں جو  
 دعویٰ دو رہا ہوں میں کہا ختم کیا کرو گے کہنے لگے تو نے  
 مجھے باتیں کرائی ہیں درمیں ایک ختم کر لیتا ہوں آپ  
 دو بجے چپ ہو گئے اور سو رہے اور تین بجے پھر پڑھنے  
 لگا اور چار بجے نماز پڑھی اور پھر کہنے لگے کہ درون  
 دروازے کو لو کہ مجھے انتظار ہے پوچھا کیا گناہ کی۔  
 جواب نہ دیا۔ اور پھر دو دفعہ باخانی حاجت ہوئی اور پھر  
 آپ جا رہی پر لپٹ گئے اور انہیں کو اپنی کل شریف  
 پڑھنے لگے اور پھر دست کے اندر اس جہان خانی  
 سے پونے چھ رحلت پائے اور میں حاجی عبداللہ صاحب  
 آئے کہنے لگے کہ مجھے خواب آئی ہے کہ دو سالہ روتین  
 زمین پر لوٹ پڑے مولانا صاحب بیان لیتے کو آیا مولانا  
 صاحب ہو گئے تھے انا للہ وانا الیہ راجعون اور احمدی



حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ساڑھے پانچ سو برس قبل  
جبکہ مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ میں شریعت موسوی  
کا آفتاب اپنی برکات اور پاک تعلیمات کے مزاج کمال کا  
جوا دکھا کر نصف اہل مغرب کی جانب کی درجے طے کر رہا  
تھا اور مشرقی ایشیا میں جہالت و ضلالت کی تاریکی اچھی  
طرح پھیل کر حضرت کرشن کی تبرک تعلیم کو کالعدم کر چکی تھی  
تو خدا تعالیٰ نے مشرقی ایشیا کے آباد اور وسیع ملک  
ہندوستان میں بہوجب آیت و ان من امة  
الاخلا فیہا ندیمو۔ حضرت گوتم بودھ علیہ السلام  
کو نازل کیا۔ اس بزرگ زیدہ نبی نے خدا کے پاک کلام  
سے مدد پا کر تقریباً چالیس سال کی عمر سے وعظ و  
نصیحت اور احکام خداوندی کی اشاعت شریعت  
کی چنانچہ حضرت گوتم بودھ کا ہی ایک قول ہے یہ میری  
تعلیم پر اپنا دھیان رکھو میں مثل ایک طبیب کے ہوں  
جو آسمانی ادویات اپنے ساتھ لایا ہو۔ کل چیزیں  
نتیجہ ہیں مگر میری تعلیم کو تو غرض نہیں“ واقعی یہ دلی ایک  
تبدیل نہ ہونے والی تعلیم تھی جس کے لئے تمام سرسلین  
امبعوث ہوئے یعنی تو حید۔

حضرت ابو دھ علیہ السلام کے اس دعویٰ کا ہم سب کے سوا ہی  
یارمول کے کوئی دوسرا شخص ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا  
چھٹن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون و  
شعیب علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ کے لئے اُن کے حواریین اور  
حاکم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت  
ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت مسیح موعود  
علیہ السلام کے لئے حضرت ابراہیم و محمد و ملائکہ و افاض  
امرد و نبی و تنبیاء احمدی وغیرہ پیدا ہو گئے اس طرح  
حضرت گوتم ابو دھ علیہ السلام کے لئے جیسا کہ سبب - ان  
وغیرہ مستند و قوی حوصلہ پر دین پیدا ہو گئے تھے حضرت  
گوتم ابو دھ کی تقریر میں وہ غیر معمولی خارق عادت تاثیر  
تبی اور اذکار بیان دلو کو اس طرح کھینچ کر لیتا تھا کہ شرار مار  
اور دروازہ راہ مستقیم شخاص صرف ان کی زبان سے نکلتے  
چند نا اہل فقرات سکر پرید ہو جاتے تھے جو کہ حضرت گوتم  
ابو دھ علیہ السلام مہدین اللہ اور موعودین اللہ تھے علیہ  
سبب تہوڑے دنوں میں اسی طرح اس عجیب دائرہ وسیع  
ہو تا گیا جیسا کہ مذہب اسلام چیرا اگر مگر تقریبی دنیا میں  
پیدا ہوا۔ وہ مذہب کا حاکم خلافت اور دروازہ عقل و تہذیب  
زبردستی منوایں جاتیں کہی نیائیں اپنی جلدی شائع نہیں  
ہو سکتا یا جس سبب میں خود دل و دماغ پر قبضہ کر کے تالیف نہیں  
اوسکتا اگر نہ خواستہ مشیر چوڑ بندہ ہی اور لوگ بھی کہ ان  
تو غیر ممکن ہر ایک چاہے یا نہ چاہے ہی ہر ایک کے لئے اس مذہب کو  
مانا مثال کے لئے دور نہیں جا سکتا اس کی حکومت اور پرت  
کے سلسلہ اور ایسی حالت پر غور کرو کہ حضرت گوتم ابو دھ  
نے جو مذہب پیش کیا اور عین کافی رشتہ پروری و لغوی  
اور حقیقی تجارت موجود تھی اسی کو اس مذہب کے بالکل مذہب

کی موافق تمام ہندوؤں لنگاہ پر تہہ سیام۔ امام نبیال۔  
تبت۔ منگولیا۔ چین۔ کوریا۔ جاپان وغیرہ بیسیوں ملکوں  
کو حیرت انگیز قلیل مدت میں اپنا پروردگار کیا۔ آج تک کسی مروج  
نے یہ ثابت نہیں کیا کہ مذہب بودھ کی اشاعت میں جبر اکراہ  
سے کام لیا گیا تھا۔ مذہب بودھ کے محوت و تبدل شدہ اصول پر  
نظر ڈالئے تو ان سے بھی یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ اس  
مذہب کے انسان کو بالکل صوفی منش اور درویشانہ زندگی  
بسر کرنا لازماً ملکی کوشش کی ہے عقلمند کی تعظیم کرنا۔  
والدین کی خدمت۔ نفس آمارہ کی مخالفت۔ ہمیشہ موقوفہ فی  
کو ملحوظ رکھنا انسانوں بلکہ حیوانوں سے بھی ہمدردی و اخلاقی  
برتن۔ شیریں کلام و فصیح غبنے کی کوشش کرنا۔ چوری۔  
جھوٹ۔ قتل۔ عمدہ۔ لہجہ۔ تعصب۔ تکبر وغیرہ فضائل کی بچھا۔  
دنیا اور اس زندگی کو ایسے خیال کرنا۔ جن پر دوسری اور  
آسائش جہانی کا خیال ہی نہ کرنے دینا۔ خدا تعالیٰ کو  
حیم و کریم خیال کرنا وغیرہ وغیرہ باتوں کی ہدایت اس مذہب  
میں موجود ہے۔ اس بارہ اس اسلام غیبی کو دیکھو کہ جو خدا تعالیٰ  
موجود نہ لپنے نیک بندہ کی کرتا ہے اور دنیا میں بھی انکو  
عزت دیتا ہے۔ بودھ مذہب کا مفسر والے فقیروں۔ درویشوں  
اور کوئی مسلمان دیوی نہ کہنے والوں ہی میں چکر دیتی ہے  
چند گیت و راجہ اشوک و راجہ کشک۔ و راجہ سلاوت  
وغیرہ بہت شہنشاہان عظیم الشان پیدا ہوئے اور حکم صادر کیا  
کہ بادشاہی مذہب بودھ قرار پایا۔ یہ اس حدائی تعظیم اور  
مذہب کے سانی ہی کی برکت تھی کہ چھ گیارہ ہزار گیتیا ہندو  
وغیرہ بہت بڑے اکابر علماء لکھو اور سائور لیفا مران مذ  
میں پیدا ہوئے اور انکے کا عظیم الشان دارالعلوم ہندوین  
تایم ہوئے حضرت عظام الانبیاء تو تمام دنیا کے لئے پیغمبر اور  
مادی و جسمین۔ باقی مامورین میں انھیں خود کر کے  
یہ بات بالبابہت حکم ہوئی کہ کینہی ایشیا میں حضرت  
سوی علیہ السلام اور مشرقی ایشیا میں حضرت گوتم بودھ  
کو یاد و مہر تہہ ملے۔ سلسلہ دوی کے اخیر بعد حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام شہید و شہنشاہین آئے اور جہان اسلام  
گوئی کے غلیغلوں برابر آجائے ہوئے اور تہہ کے اختلاف  
کو اہتمام و تفریم کے بعد دونوں مذہبوں کے ماننے والے صوفی  
اختلاف سمجھا چنانچہ زیادہ حال میں تبت کے شہر کتھم  
سے جو بھون کا کہ جانتے تھے اچھ اس حیثیت و سرکردہ ہوئی  
کہ وہ گویا بودھ مذہب کی کتاب ہے یا بودھ مذہب کی کسی کتاب کا  
گویا حصہ ہے اس خیال کو اور بھی زیادہ توحیت ہوتی ہے  
جب بت پرستوں کو کیا جانتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی  
اپنی تعلیم میں زیادہ ضرور دینی اور فقیہانہ زندگی بسر کرتے  
پر زور دیا ہے اور یہی گوتم بودھ علیہ السلام کی تعلیم کا خلاصہ  
ہے حالانکہ ایسی جیسائی بھی ہے دنیا دار اور عیش عشرت  
کے بے پروا جوین اور بوجہوں کی ہی یہی حالت ہوئی ہے  
خدا تعالیٰ کہ کلام یہ کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام آدھ مامورین اللہ  
نے منکو مری ایشیا و مشرقی ایشیا و مری و مری تہہ اس کو  
شیوہ میں ہنر صاحب راجہ ہندوستان کا گزشتہ  
تیار کیا ہے) کا یہ قول ہی قابل تذکرہ ہے کہ وہ کتھم

مہند تخت چین جاپان وغیرہ مالک کے علاوہ بودھ مذہب کے مسایل اور مسم دی کا ابتدائی زمانہ میں دین عیسوی پر بھی اثر پڑا، لافانی اس بات ثابت کرنے کی ضرورت نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان گئے اور انہوں نے بدھ مذہب کے عقائد سے مباغضی کئے اور کٹر ترین قوت ہو کر سری نگر کے محلہ خان یا دین مدفون ہوئے جس کو شوق ہو یا کہ سید دولا مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف راز حقیقت وغیرہ کو دیکھے

حضرت خاتم الانبیاء چونکہ تمام بحور برکے باعث ہدایت ہو کر تشریف لائے اس لئے اس شخص کا شیل جو مشرقی و مغربی دونوں پرست سلسلوں سے تعلق رکھنے والا مجرب تھا اس سلسلہ محمدی میں پیدا ہونا ضروری تھا۔ چونکہ اس سلسلہ محمدی کا مبداء و نشأ مغربی ایشیا یعنی ملک عرب تھا اس لئے اسکا انجام فتنہ تھا ضرور مشرقی ایشیا میں ہونا چاہئے تھا تاکہ اس سلسلہ نبوی خاتم سلسلوں کو گذشتہ سلسلین کے ساتھ پورے طور و تشابہ و تعلق حاصل ہو جائے چنانچہ حضرت اقس جناب میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شیل سلسلہ محمدی کے بعد مشرقی و مثیل یعنی ہندوستان میں مبعوث ہوئے آخراہ ایکجا بود رب کب کا ناختم۔ مان! تو وہ بات تو رومی گئی اسباب یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ بودھ مذہب جہاں پیدا ہوا جہاں پرورش پایا جہاں سے دوسرے ملکوں میں پھونچا وہیں اپنی ہندوستان میں تو کچ کے دن اور کائنات و فتنان بھی باقی رہے اور دوسرے تمام ملکوں میں تا طاف نہایت کامیابی و سرکشتی آئے اور جو ہو ہندوستان اس قدر اچھے اس مذہب کے بانیوں کی سلسلین تک بھی کم ہونا ہرگز کوئی مسلمانی مان نہیں کرے۔ بودھ مذہب نے ہاجرہ و اگرہ لوگوں کے دلوں کو تسخیر کیا تھا اس مذہب کے مولیٰ تقدیر و روزیام کے بعد ہی ایسی ہیں کہ ہندوستان کے مہندوؤں کا مذہب ہرگز ہرگز بودھ مذہب کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور کوئی بدھ مذہب کا حاصل کسی طرح سے بدھ مذہب سے مباغضی نہیں ہو سکتا۔

جس کا کہ بودھ مذہب نبیانی اندوونی کروری باعث نامقبول ہو کر کم ہو گیا اور اسکی جگہ یہ دونوں کے مذہب کی شاعت ہو گئی جن میں دلفریبی کی ادا موجود تھی بالکل غلطی اور کوئی عقول دلیل پیش نہیں کیا جاسکتی ہندوستان میں بودھ مذہب کے جلاوطن ہونیکا سبب یہ ناخوشی شناس لوگوں (جسکا پیدا ہونا ناعصر و داز کے بعد ہر ملک مذہب میں ممکن بلکہ ضروری ہے) کے یہی عالم تقدیر کی اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ مینے اپنے بعض آریہ دوستوں سے سنا ہے کہ وہ بودھ مذہب کا جلاوطن ہونے کے قصہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ شکر اچارج۔ یہ بودھ مذہب اس شرط پر سہاخشے گئے کہ ہلو مباغضی یا خلو باکر و یعنی ہر اردو و غیر اور اگر نہ اسکو تو اس آریہ ورت (ہندوستان) کی جلاوطن ہو جائے چنانچہ کوئی بودھ مذہب کا عالم شکر اچارج کو نہ ہر اسکا اور تمام بودھ مذہب کا مجبور یا تو تبدیل مذہب جلاوطنی مجبور ہوئے۔ یہ بیان حقدور قابل شک کے ظاہر ہے شکر اچارج جنکے مددگار حکام وقت ہی بھلا بدھوں سے کیوں ہارنے گئے تھے وہی مثل ہوئی ہوگی کہ فاضلی جی نے تو مجھ کو بتایا کہ ہندوستان میں بودھ مذہب کی جگہ

طرد اور یہ لکھے بدو ان ترہ کے کہ وہ بودھ مذہب کے عقائد  
پرند سے جبراً نکال دئے گئے تھے۔ اس کے چکر دوری جنگ میں  
کو یہ بھی لکھا ہی ملا کہ "کار یلا رہیں فقط مذہب کے خلاف  
وعظی نہیں کہا بلکہ ایک دن کے راجہ کو ہمارے ان لوگوں  
کی ایذا رسانی پر آمادہ کیا کہ اس آج اپنی فوج کو حکم دیا کہ اس کا  
کوہ ہمارا تک بودھوں کو بڑھوں اور چون تک قاتل عالم کا  
جا اور جو شخص قتل کرنے میں درپن کرے گا خود قتل کیا جائے گا۔  
قتل تو ہمارے وطن بردار ان اہل ہند کے یہاں علم تاریخ کی جنسی لگنے  
حالت ہے ہو رہا ان عالم سے پوشیدہ نہیں کہ کہیں ہندوؤں کے واقعات  
سیکڑوں ملکی زبان و برسرِ سرِ متعلق کئے گئے ہیں اور کہیں ہزاروں  
برس کے واقعات چند برس خفیہ تم پر جاننا ظاہر کیا ہے علاوہ  
ازین خاصہ کہ پچاس بودھ مذہب کی جلانی کے حال کو تو اس طرح  
پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ پچاس بودھ مذہب مصنف  
بودھ ازیم کو یہ لکھا تھا کہ ہندوؤں نے بودھ پر بیشک ظلم  
زیادت کی مگر تفصیل اسکی معلوم نہیں مگر اس ظلم زیادتی  
کی روایت ہرگز نہ بنی ہو نہیں ہو۔" یعنی یہی سوت اگرچہ  
امارتوں اور ہندوؤں میں کتابیں نکالا کرتے تھے اس لئے ایک حیرت  
لگایا ہو مگر سلیک صبح اہل ہند کے فن تاریخ کی شکایت کرتا ہو اور  
تفصیلی حالات اس ظلم اور جلانی کے دستیاب نہیں ہو سکتے ہیں  
موسیٰ کے پیروں میں بی اسرائیل پر بحث نعرے مانتے ہیں ملک نام  
میں بظلم زیادتی ہوئی اس بڑھ کر ہندوؤں میں بودھ پر  
کار یلا رہیں اور شکر اچانک ہاتھوں معیت نازل ہوئی  
جو کہ عرب شاہ اولیان وغیرہ مالک کے لوگوں کو علم تاریخ و قدیمی  
عقود سے اپنے انوکھے دیدہ سوخت نصر کی زیادتی ان آج کے  
دن بھی بالتفصیل معلوم ہو کر ہمدردان بنی نوع انسان کو  
آہ آہ آنسو رلا رہی ہیں لیکن ہمارا ہی ہندو بھائیوں  
اس غلامانہ واقعہ کو جو ہمارے بھی بڑے عزیزان تذکرہ تھا  
اپنی عادت کی موافق مختصر کرتے کرتے بالکل صفری بنا چکا۔  
ماہین کہتا ہو کہ اگر روایت ثوث بالتفصیل ثابت نہیں ہو  
تو کیا اصول و روایت چلا چلا کر اس امر کو ثابت نہیں کرتے  
کہ ہندوؤں میں ہندو جھگڑتے کہ انہوں بودھ پر ہندو ظلم و زیادتی  
ہوئی کہ جس کے تصور پر بدن روٹا ہوا ہے جو ہیں۔ نو بہر  
خداوندی بنی نبوت نہ ضروری اسرائیل کے حاملین وغیرہ۔  
آج کل مسلمانوں کی تنہا ہی او عیسائیوں کا عالم سلوک کے تاریخ میں  
من جو مطالبہ کرو کیا آج کے دن کوئی عیسائی اس کا دعویٰ  
کر سکتا ہو کہ اس اسلام اسکی پیدا ہوا کہ اس میں ذاتی کمزوری تھی  
اور اس میں مقابلہ میں عیسائی مذہب سے اندر غیر مولیٰ و فریبی کہتا تھا  
کہ جبکہ سب مسلمان عیسائی ہو گیا خدا چھند چاکر ہوئی  
شرمند ہو کر ملک چور کر چلے گئے، بالاحول لا قوق الا  
باللہ - ما ئے مسلمان - تمام آپ کے استاد مسلمان  
آدم خوردن اور پتے پوشون کو انسان بنا دیے والے مسلمان  
اس طرح قتل کئے گئے کہ اگر اس طرح آج کوئی شخص بھیٹر یا طریون کا  
قتل چاہا ہو گا اور اس میں کر سکتا۔ اسی قسم کے واقعات بلکہ اس  
کہیں زیادہ بڑھ چکر معاملہ کیا اور دونوں کو ہندوئیں کش  
نہیں آئے، ہمیں ہمیں ضرور بودھوں پر ٹرسے نظر ہے



# مسائل کھلی چھٹی

بسم الله الرحمن الرحيم - منجدہ و نصیحتی رسول اللہ اکرم  
میرے مکرم جناب مولوی کلیم اللہ صاحب کین پیٹیا  
سلام علیکم ورحمۃ اللہ - یہ آپ کی عین سعادت ہے  
کہ بظاہر اپنے واجب التقیہ استاد کی قبر کی زیارت  
اور فاتحہ پڑھنے کے ارادہ سے اگلی گہی آنکھ میں  
مولانا مرحوم دی بزرگ میں جن کو آپ انرا فخر استاد  
الکل کہا کرتے ہیں اور آپ نے دس برس کے قریب  
ان کے تلمذ کا شرف حاصل کیا - افسوس زمانے کا  
انقلاب کہ جس خاندان میں آپ نے اتنے سال زانو  
ادب تہ کیا - اسی پر اب کفر و ضلالت کا الزام لگاتے  
ہیں - حالانکہ اس الزام سے پہلے تحقیق شرط ہے  
مجھے آپ کی کھلی ملاقات کے مقالات کا ذوق نہیں  
بمولا - جب آپ نے فرمایا مرزا غلام احمد علیہ قتلہ  
والسلام نام اور عیسے کا سچ کہا ہے یہ سخت گستاخی  
ہے - تو میں نے جواب دیا تھا - کہ آپ ہی اپنے متین  
کلیم اللہ کہلاتے ہیں مگر ایمان سے کہنے کیا  
آپ واقعی کلیم اللہ ہیں اور آپ کو وہ درجہ حاصل  
ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بارگاہ ایزدی میں  
تھا ؟ اسی طرح میں چاہتا ہوں - کہ اس ملاقات  
پر میرے اور آپ میں جو مکالمہ ہوا اسے آپ کے مکرر  
نہ کرنے لئے بے کم و کاست اخبار میں چھپواؤں -  
تاکہ آپ اگر نہیں تو کوئی اور سعید روح ہدایت کے  
نور سے اپنا سینہ منور کرے -

سلسلہ کلام سو وقت شروع ہوا جبکہ آپ درود  
مستغاث علی الصلح پڑھ رہے تھے - تو میں نے  
عرض کیا تھا - کہ جب درود کے بارے میں نفوس  
موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ آپ ایک ایسا درود پڑھ  
ہیں - جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب تابعین  
سے ثابت نہیں ہوا - ہاں انکی پشت پر کسی نے  
اعتبار جانے کے لئے لکھ دیا ہو کہ اسے فلان بی بی  
یا صحابی پڑھتے تھے - تو یہ قابل قبول نہیں - سوال  
تو یہ کہ قرآن مجید میں آیا ہے صلوا علیہ صحابہ نے عرض  
کیا یا رسول اللہ کس طرح صلوٰۃ بھیجیں ہم - تو جواب  
میں فرمایا اللہم صل علی محمد و علی آل محمد  
کما صلیت علی ابیہم و علی آل  
ابو اہیم انک حمید مجید - یا اور  
صیغے جو مروی ہیں اور جو صاحب سفر سعادت  
نے چغتیس کے قریب بیان کئے - ان کو چھوڑ کر  
کیوں شخص احد کی رائے کو ترجیح دی گئی ہے -  
اور ہر ایک بار نہیں بلکہ اسے بطور وظیفہ پڑھا جا کر

کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماتے ہوئے درود  
کو اس سے کمتر درجہ سمجھتے ہیں - معلوم تو ایسا ہی  
ہوتا ہے کہ اس پر مدار و ملت اختیار کی پھر  
المستغاث الیٰ حق اللہ تعالیٰ  
اسکے کیا معنی - اگر میرا وہ ہے کہ رسول اکرم صلی  
فریادرس خلائی ہیں - بارگاہ ایزدی میں تو ان  
آیات کا کیا جواب ہے ویقولون ہلولا  
نشفعا ونا عند اللہ یونس (۱۰۱) لیس اللہ  
کے نزدیک ہماری سفارش کرنے والے ہیں (۱۰۲)  
قل للہ الشفاعۃ وجمیعاً - (۱۰۳)  
ما یخیدہم الا لبق بونا الی اللہ زلفی  
(۱۰۴) ہم انکی سیوا نہیں کر سکتے کہ ہمیں اللہ کا مقرب  
بنادین (۱۰۵) (۱۰۶) ایک طرف ارشاد ہوتا ہے  
رسول اکرم صلی کو قل انی لا املک لکم  
ضرّاً ولا نفعاً (۱۰۷) لیکن کہہ دے میں تمہارا  
نفع نقصان کا مالک نہیں دوسری طرف  
فرمایا ولا تدع من دون اللہ ما کا  
ینفعک ولا یضرک فان فعلت  
فانک اذا المن الظالمین (۱۰۸) اور نہ پکار جو  
تجھے نہ نفع دے نہ ضرر دے اگر تو ایسا کرے  
تو یقیناً ظالموں سے ہے (تجربہ کہ باوجود  
ایسی صریح آیات کے آپ پھر بھی یا شیخ عبد القادر  
شیخ اللہ پڑھنے کا فتوے دیتے ہیں اور خدا  
تو فرماتا ہے واریسک اللہ بعضی فلا  
کا شفع لہ الا ہذا (۱۰۹) اگر تجھے کوئی تکلیف  
ہے تو اللہ کے سوا اس کا کھولنے والا کوئی نہیں  
اور اس طرف آیت انک نعبد و انک  
نستعین کے برخلاف اور وہ سے امداد  
کے فعل کی استعانت طلب کی جاتی ہے اور ہر  
کہتے ہیں کہ کوئی وسیلہ نہ چاہئے - شاید یہ آیات  
نہیں سنیں - واذ اسألت عبادہ  
عنی فانی قریب احیب دعوة الداع  
اذ ادعنا لیس لہ حیب میرے بندے میری نسبت  
پوچھیں تو کہہ دے میں قریب ہوں - دعا کرنے  
و لے کی دعا کو قبول کرتا ہوں یا جواب دیتا ہوں  
جب وہ دعا کرے - ہاں اور نحن اقرب الیہ  
من جبل الدردید - تم لوگ پکارتے ہو وہ  
کو جو ہزاروں کوس کے فاصلہ پر ہے حالانکہ  
اپنی آواز دو کوس کے فاصلہ پر ہی نہیں پہنچا  
سکتے اور جو پڑھتے ہو اسکو جو شاہرگ سے  
نزدیک ہے افسوس ان اگر مستغاث سے مراد  
استغاثہ ہو تو کوئی اعتراض نہیں - پھر دلائل  
انحراف نکلی اور ساتھ ہی ہمیں بتایا گیا کہ اس کے  
بعد قرآن مجید پڑھئے یا حضرت اللہ - کہ  
کلام کو بشر کے کلام سے متفرق کرنے میں کیا

حکمت تھی اور اس کلام اللہ میں کوئی برکت کی  
تھی جو اس طرف رجوع کیا - خدا نے فرمایا و ہذا  
کتاب انزلنا صبرا و کراماً (یعنی بڑی  
خیر و برکت والی اور دوسری طرف ارشاد ہے  
المکلت لکم دینکم و اتھمت علیکم  
نعمتی - پس دین بھی کامل ہے چکا یعنی قریب  
الی اللہ کا تمام ذریعہ بتا دیا گیا - اور نعمت  
بھی کامل ہوگی - پس کوئی کس دین اسلام میں  
بائی تھی کہ آپ کو دلائل انحراف سے مدد دینی  
پڑی -

سوال یہ ہے کہ آپ کس برکت کے حامل کرنے  
کے لئے یہ دلائل انحراف پڑھتے ہیں جب بتائیں  
تھیں میں پوچھوں گا کیا قرآن مجید کے پڑھنے سے  
وہ برکت حاصل ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ہو سکتی  
ہے تو پھر اسکی کیا ضرورت ؟ اگر نہیں ہو سکتی  
تو یہ کیسی ہوئی ہے یا نہیں مگر خدا فرماتا ہے -  
اتممت علیکم نعمتی - حدیث شریف  
میں آیا ہے الصلوٰۃ مع اربع المؤمنین -  
معراج تک جو کمالات انسانی ہیں وہ سب  
صلوٰۃ کے ذریعہ حاصل ہو سکتے ہیں پس ان  
ناقص ذریعوں کی طرف دھڑکنے کی کیا حاجت  
اگر نماز سے یہ باتیں حاصل نہیں اگر  
نماز میں یہ لذتیں نہیں تو کسی کامل سبب معافی  
سے علاج کرائے - کیونکہ خدا تعالیٰ کا کام  
جہو کا نہیں ہو سکتا و من صدق من اللہ  
قیلاً - اسکے بعد آپ نے نفس پڑھے تھے -  
جنہن ایسا کی نیت ذرا پکار کر کی تھی کہ درود کے  
نفس لہو الدین میں نے پڑھ دیا تھا ان  
صلوٰۃ و نسلی و صحیابی و معالی  
للہ رب العالمین - یعنی کامل مومن کا طریقہ  
تو یہی ہے کہ میری نماز - قربانی مرنا - جیسا اللہ  
رب العالمین کے لئے ہی ہے اور یہاں اللو الدین  
پڑھی جاتی ہے - پھر اگر ایسا کرنا شروع ہوتا  
تو صحابہ ضروری ہی کریم کے لئے ایسا کرتے  
کہ وہ انہیں والدین سے ہی زیادہ محبوب تھے  
اور ان کے محسن پھر اس بات کی بھی سند  
صحیح و دیکر ہے کہ نماز پڑھ کر کسی کو بخشنے تو  
اس کا ثواب کسی کو پہنچ جاتا ہے - اس کے بعد  
آپ نے بجا از فراغت نوافل ہدایت شروع کی  
کہ نماز تراویح میں رکعت پڑھا کر وہ مگر میں  
نے ترصاٹ کر دیا تھا - کہ حدیث شریف  
میں ہے دیکھو بلو مع المرام عن عائشہ  
ما کان رسول اللہ صلی علیہ وسلم یزید فی  
رمضان ولا فی غیرہ علی احد  
عشر رکعۃ (متفق علیہ) یہاں پر بالخصوص

رات کی نماز کا ذکر ہے - اور فی رمضان اسی کو فرمایا  
تاکہ کسی کو یہ وہم نہ پڑے کہ آپ رمضان میں  
اس سے زیادہ نماز تراویح لکھ پڑھتے تھے -  
اور اس قیام رمضان کا نام تراویح ہی بدعت  
ہے کسی حدیث صحیح میں یہ نام نہیں ملتا پھر آپ  
کوئی صحیح حدیث مرفوع متصل ہرگز مریض  
نہیں کر سکتے جن سے بینا رکت یہ نماز سنت  
مؤکدہ ثابت ہو سکے - حضرت ! آپ کے مقتدا  
خفیون کے قبیلہ و کعبہ امام ابن ہمام ابن ہریرہ  
دلائل کا دار و مدار ہے) نے فتح القدر میں یہ  
لکھا ہے -

فحصل من ہذا کلہ ان قیام رمضان  
سنة ۲ - حدیث عشوۃ بالوتوفی جماعۃ  
فعلہ علیہ السلام و ترکہ بعدہ  
افادانہ لولا خشیت ذلک - و  
لو اظہمت ولا شک فی تحقق الامر  
ذالک بوفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم  
فیكون سنة - و کو مٹھا عشرین سنة  
الخلفاء الراشدین و قولہ علیہ السلام  
علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین  
نہی الی سنتکم ولا یستلزم کین  
ذالک سنة اذا السنة ما و اظہر  
بنفسہ الا بعدہ و بتقدیر عدم  
ذالک القدر انما استفدنا انہ  
کان یواظب علی ما وقع منہ و ہو  
ما ذکرنا فیکون عشرین مستحباً  
ذالک القدر من منہا و السنة کا دبعہ  
بعد العشاء مستحبہ و رکعتان سونا  
سنة - اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیام رمضان  
سح و تر گیارہ رکعت ہے اور بیس کو سنت  
خلفاء الراشدین کہہ دیں مگر اس سے بیس رکعت  
کا سنت ہونا لازم نہیں آتا - کیونکہ سنت وہ ہے  
جو بنفسہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت فرمائی -  
عرض بیس رکعت میں سے آٹھ رکعت سنت  
ہوئیں - اور بارہ مستحب جیسے عشاء کے بعد  
چار مستحب ہیں اور دو انہیں سے سنت -

پھر بجز بحر الریق اور طحاوی ان الدلیل  
یقینی ان یکون السنة من العشرین  
ما فعلہ البقی صلی اللہ علیہ وسلم والباقی مستحباً  
(یعنی بیس سے سنت آتی ہوں جو نبی کریم صلی  
نے خود پڑھیں اور باقی مستحب)  
وقد ثبت انہ ذالک کانت احدی  
رکعۃ بالوتر کما ثبت فی الصحیحین  
من حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا  
(اور وہ گیارہ رکعت و تر جیسا کہ صحیحین میں ثابت ہیں)



باقی یہ بات کہ یہ سنت خلفاء راشدین ہے۔  
 یعنی تو میرا سوال ہے کہ یہاں پر خلیفہ کی فردا  
 فردا سنت کیونکر ادا ہو سکتی ہے۔ اگر یہ بات  
 پہلی تو سنت کی بجائے سنن آتا۔ نیز بعض  
 اقوال حضرت عمرؓ و دیگر خلفاء کے فردا فردا  
 دو دن ہوتے۔ پھر سنت تو وہ ہے جو عبادت  
 کی ہو بنفسہ۔ پس کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں۔  
 کہ ان چار خلفاء میں سے کسی ایک نے بھی یہ  
 نماز تراویح پہلی رات جماعت کے ساتھ نہیں  
 رکعت پڑھی؟ مولانا! ہم تو مشکوٰۃ میں  
 پڑھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک رات مسجد کے  
 پاس سے گزرے اور لوگ متفرق پڑھ  
 رہے تھے آپ نے ایک قاری پر جمع کرنے کا  
 ارشاد فرمایا۔ دوسری رات پاس سے گزرے  
 تو فرمایا نعم البدلۃ ہذہ۔ دیکھئے  
 پھر یہی اس فعل کو بدعت ہی فرمایا معلوم  
 ہوا۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں نیت نہ  
 پڑھائی تھی۔ اور یہ تسلیم کرنے کو تیار ہوں۔  
 کہ یہ بدعت اصطلاحی معنی میں نہیں اس  
 سے آگے بڑھے والی متعلیوں عتہا  
 افضل من النبی تقویمون میرید اخر  
 ایل۔ یعنی پہلی رات پڑھنے والے پڑھکر  
 سورہ ہود والون سے بہر حال افضل ہیں۔ اسی  
 اثر کے مطابق کہ اس سے صحیح کوئی روایت قیام  
 رمضان کے بارے میں نہیں۔ ہمارا مذہب ہے  
 کہ ختمی اوسم پہلی رات پڑھتی جاتی ہے گھر میں۔ اور  
 اگر سمجھیں کہ پہلی رات نہیں پڑھی جاسکتی تو  
 پہلی رات ہی ۱۱ رکعت باجماعت پڑھ لیں۔  
 کیونکہ ان نوافل کی جماعت بھی آئی ہے۔ پھر  
 یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ خلفاء راشدین میں سے  
 بھی کسی نے بیس رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔ کیا  
 یزید بن رومان کی روایت پیش کرتے ہو  
 بے شک کیجئے مگر کبریٰ میں دیکھ لو اسے ضعیف  
 لکھا ہے۔ پس یہ کیونکر ہم پر محبت ہونی مفید ذیل  
 احادیث موطنے امام مالک میں ہیں۔  
 عن السائب بن یزید قال قال امر عبد  
 بن خطاب الی بن کعب و تمیم  
 الداری ان یقوموا للناس باحدی  
 عشر رکعة۔ ایسا ہی سنن سعید بن منصور  
 میں ہے۔ سمعت السائب بن یزید یقول  
 یقول لنا فقوہ فی زمان عمر بن الخطاب  
 باحدی عشر رکعة (کہ ہم زمانہ عمر  
 بن الخطاب میں گیارہ رکعت سے قیام کرتے تھے سو  
 آپ نے ابی بن کعب کو گیارہ رکعت کا حکم دیا)  
 اور ابی بن کعب بھی مانتے ہیں۔ کہ حضرت ابو بکرؓ کے

عہد میں نماز تراویح بایں نیت میں رکعت نہیں  
 پڑھی جاتی رہی۔ موقوف۔ موقوف کے حکم میں یہ  
 یہ آپ کہا کرتے ہیں سرگودا صبح ہو کہ موقوف حکم  
 موقوف صبح حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی  
 اب میں دیکھتا ہوں کہ آپ کیا جواب دیتے ہیں۔  
 مولوی صاحب آپ کے مخاطب اگر جمال رہے  
 ہیں اسلئے آپ کہہ دیا کرتے ہیں "سب جھوٹ"  
 مگر یاد رہے کہ اب آپ کا مخاطب اسی ملکستان  
 میں ہے۔ جس کے پھولوں کی آپ نے عمر کا ایک  
 متعبدہ خوشبو سو گئی۔ بلکہ بقول میرے ایک دوست  
 کے گلقد کہاٹی۔  
 اس سے آگے ہمارا سلسلہ کلام نزول سے مجبہ  
 انصاری کی قوی سے قوی دلیل کیطون منتقل ہوا  
 آپ نے فرمایا اذا انزلناہ فی سبیلہ القدیم  
 کے کیا معنی عرض کیا ہم نے اس قرآن کو انکارا۔  
 کہاں سے؟ خدا نے اپنی جناب سے۔ خدا کی جناب  
 کہاں ہے؟ جہان وہ ہے۔ خود بخود آپ نے  
 کہہ دیا وہ تو آسمان میں ہے۔ اور آسمان ہی قرآن  
 نازل ہوا! یہ کیسے؟ کیا خدا زمین پر نہیں  
 اور کیا لکھا لکھایا قرآن مجید آسمان سے اتر آیا۔  
 آپ پوچھتے ہیں لوح محفوظ کہاں ہے۔ میں  
 نے عرض کیا بل ہو قرآن مجید فی لوح  
 محفوظ کے معنی آپ نہیں سمجھتے۔ لوح محفوظ  
 تو علم الہی کا نام ہے۔ دوسرا اس کے معنی بھی ہیں  
 کہ قرآن مجید ہے اور لوح میں محفوظ ہے دیکھو  
 مدارک فی لوح محفوظ میں وصول  
 الشیطان محفوظا نا فی صفة  
 للقرآن لے من التخییر والتبدیل واللہ  
 عند الحسن مٹی یلوح للملائکة  
 فیقرؤہ اور میرے نزدیک تو وہ لوح بھی  
 مراد ہو سکتی ہے جن پر نبی کریم کے زمانے میں بایں  
 بیس و ترتیب قرآن مجید لکھا جاتا تھا۔ آپ بولے  
 مائیں بایں بیس و ترتیب یہ توحفۃ عثمان کا کام  
 ہے۔ آنحضرت کے زمانے میں تو قرآن مجید  
 یکجا نوشتہ موجود نہ تھا۔ میں نے کہا حضرت  
 پھر ذلک الکتب کیون کہا گیا؟ اور وہ  
 کتاب سطوری رقم منشور (کتاب لکھی گئی  
 بڑے چوڑے خط کے کاغذوں میں) کیون فرمایا  
 لکھنے والوں کی یہ صفت کیون فرمائی بایدی  
 سفری کراہیدہ بردہ یعنی لکھنے والوں کے  
 ہاتھوں جو کہ بزرگ اور نیک ہیں۔ آپ نے کہا یہ  
 کام یعنی جمع تو عثمان نے کیا میں نے عرض  
 کیا ہے حضرت خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان علیکنا  
 جمعہ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید لکھاتے  
 جاتے۔ اور ساتھ ہی فرمادیتے یہ آیت یا سورۃ

خان جگہ ہے اسی کے مطابق فرق تیار ہوا اور  
 حضرت عثمان نے صرف اسکی نقلیں شائع کیں۔  
 حیر گفتو تو نزول کے بارے میں ہے کہ انزلنا  
 سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ جز آسمان ہی سے  
 گئے فرمایا کیون نہیں؟ عرض کیا حضرت  
 خدا تعالیٰ فرماتا ہے وانزلنا الحدید  
 (ہم نے آنازلنا) اور وانزلنا لکم من الانعام  
 ثمانیۃ ازواج۔ (آٹھ جوڑے مویشی  
 انازلے) اس حساب سے تو یہ سب آسمان  
 سے گئے ہونگے۔ آپ بڑے جزم سے فرماتے  
 ہیں ناں لوٹا اور اونٹ وغیرہ سب آسمان  
 ہی سے پہلے دفعہ گئے۔ میں نے پھر کہا کیا حج  
 حج آسمان ہی سے گئے فرمایا "بے شک میں نے  
 اس کا جواب کچھ نہیں دیا کیونکہ یہ بے شک خود  
 ہی اپنا جواب ہے اور اس مقام پر میری خاموشی  
 ہی موافق قول سعدی تھی۔ افسوس مولوی صاحب  
 وجعلنا من المسکول شیء حی۔ بھول گئے  
 اور ہانی تو زمین پر ہی تھا وبت فیہا من کل  
 دابة وغیرہ آیات نیز وہ آیات جن سے آدم  
 کا زمین سے پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ غرض خود  
 آدم علیہ السلام تو زمین سے بنیں اور مولیٰ وغیرہ  
 سب آسمان سے اتریں۔ کچھ تعجب نہیں اگر  
 مولوی صاحب کہیں۔ آدم علیہ السلام کاتب  
 ہی آسمان پر ہی بنا تھا برخلاف آیت متعلقہ  
 خلقناکم کھڑ اور ائی جاعل فی الارض  
 خلیفہ غالباً جنت کے لفظ سے دیکھو کہ  
 ہوگا حالانکہ یہ وہ جنت نہیں کیونکہ وہ لائق  
 یسمعون فیہا لغوا ولا کذا اباً کا مصداق  
 ہے اور یہاں آدم علیہ السلام نے سب کچھ سنا  
 پھر میں نے کہا اچھا قد انزلنا علیکم  
 لباساً یہ لباس بھی آسمان سے اترنا ہوگا۔  
 فرماتے ہیں ناں۔ بنا بتایا۔ آدم علیہ السلام پر  
 آسمان سے اتر (طریقاً یخصفان بین  
 ودق الجنة بھول گئے) میں نے کہا مولانا  
 یا نبی آدم اس سے پہلے ہے اور علیکم  
 فرمایا۔ یواری سو آتھم ساتھ ہی آیا ہے  
 نیکو سوا ایک۔ پس اب بولئے۔ آپ خاموش  
 رہ گئے۔ میں نے کہا۔ وان من شیء الا عندنا  
 خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم  
 یہ نازلہ کہ ہم انازلتے رہتے ہیں اس کے  
 متعلق آپ کا کیا جواب ہے کیا سب خزانے آسمان  
 سے دبدبم کرتے رہتے ہیں یا کبھی گرتے؟  
 پھر نے اتول اللہ الیکم ذلک رسول اللہ  
 خدا نے تمہاری طرف یاد دلایا رسول نازل  
 کیا۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا کچھ

وہ آسمان سے نازل ہوئے؟ آپ نے کھسپ  
 ہو کر کہا وہ تو مکہ میں پیدا ہوئے تھے۔ نزول  
 کے ایک حقیقی معنی میں ایک تاویلی یہاں مکہ  
 میں پیدا ہونے کے لئے اصل معنی نہیں لئے  
 میں نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام  
 کے لئے نزول کے معنی یہی نہ لئے جائیں جنہیں  
 آپ تاویلی کہتے ہیں اور میرے خیال میں عین محاورہ  
 کے موافق ہیں۔ پھر انزلنا رسول اکرم صلی  
 اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو قرآن مجید میں آیا ہے مگر مسیح موعود کی  
 نسبت تو قرآن مجید میں کہیں نہیں۔ آپ نے کہا  
 احادیث میں ہے میں نے کہا جہاں ہے  
 وہ میں ساتھ امام مکہ منکر فریہ صارفہ (آپ کے  
 مذاق کے مطابق تاویلی معنی لینے کے لئے موجود  
 ہے) آپ نے کہا ابن ہریم بھی تو ساتھ ہی  
 ہے میں نے کہا مگر ابن ہریم تو وفات پا چکا۔  
 آپ بولے وہ تو آسمان پر ہے وما قتلوا یقیناً  
 بل دفعہ اللہ الیہ۔  
 عرض کیا۔ مگر کیا اللہ صرف آسمان پر ہے۔ فرمایا  
 جی اس کے ملائکہ کا مقرر ہے میں نے کہا بیشک مگر  
 خدا کا مقرر تو نہیں آپ نے کہا زمین و آسمان کی جگہ  
 ہے۔ اور خدا فرماتا ہے دفعہ اللہ الیہ میں  
 نے کہا آپ کو چاہئے تھا کہ لعنت کا مقام زمین کو  
 کہتے ہوئے سوچ لیتے کہ ای میں ہمارے نبی اکرم  
 صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان کے سردار کا جسد مبارک  
 مدفون ہے مولوی صاحب! بڑے شرم کی  
 بات ہے کہ کل نبیوں کا سردار تو زمین میں ہی  
 کے نیچے ہوا اور موسوی امت کا خلیفہ دوسرا  
 برس سے آسمان پر جا کر بن ہوا آپ نے کہا۔  
 ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو آسمان پر گئے۔ میں نے  
 کہا آپ کا اشارہ مزاح کی طرف ہے مگر وہ تو ایک  
 تھوڑی سی مدت میں ہی نازل کیا کہاں ایک قلیل  
 عرصہ اور کہاں یہ بیس صدیوں کا زمانہ۔ جو  
 ولکم فی الارض مستقرا اور فیہا تحبون  
 اور منہا خلقناکم (یعنی اسی جگہ سے تمہاری  
 پیدائش دبدبم ساتھ ساتھ ہوتی رہتی ہے)  
 نصوص میں قرآنی کے خلاف ہے۔ اور پھر اس  
 بات کا کیا ثبوت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ خاکی  
 کے ساتھ آسمان پر گئے آپ بولے اسجن الذ  
 اسری بعبد لیل سے ثابت ہے میں نے  
 کہا یہ آیت تو آپ کا مطلب ثابت نہیں کرتی  
 کیونکہ اس میں تو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانے  
 کا ذکر ہے جو خواہ بایں جسد ہو تو بھی سفر نہیں۔  
 پھر آپ گھبرائے اور مجھے پوچھنا شروع کیا۔  
 سبحان کیسا ہے۔ میں نے کہا اس سوال سے  
 آپ کی یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ سبحان